بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی للعہ

چہ گویم باتو گرائی چہا در قادیان بینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۸ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قیمت از معاونین صہ — قادیان میں ہے

مورخہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ ہجری علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۵ جون ۱۹۰۸ء

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا | ایڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

جلد ۷ — فی پرچہ ۲ — گورنمنٹ پیش ۲ — از انڈیا صہ — نمبر

دوسری قدرت

برادران - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ...

مولوی نورالدین صاحب ...

ایک نئی قابل دید کتاب

معیار الصادقین

یہ کتاب قاضی اکمل آف گولیکی نے لکھی ہے اسمین ایسے سات اصول بتائے ہو گئے ہیں جن کے زیر نظر رکھنے سے مامور من اللہ کی شناخت میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے اور اسی ضمن میں وفات مسیح اور مسیح موعودؑ کے دعاوی کا ثبوت قرآن مجید سے دیا گیا ہے - اور مخالف علماء کے عقائد کو انہی کی کتابوں سے ایسے طرز میں لکھا ہے کہ ایک دوسرے کے متناقض ثابت ہو کر اپنی تردید آپ کر رہے ہیں پھر بتایا ہے کہ کامیاب زندگی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تعلیم اور اون کا مابہ الامتیاز دیگر علماء سے پیش کیا ہے غرض کہ آجکل کے علمی مذاق رکھنے والے منصف مزاج لوگوں کے لئے یہ رسالہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا ۲۰ پونڈ کے عمدہ کاغذ پر قریباً ۷۰ صفحہ $\frac{20 \times 26}{8}$ حجم ہے - باوجود خرچ کثیرہ کے قیمت صرف ۳ر رکھی گئی ہے -

دفتر بدر قادیان سے طلب کیجیے

خلیفۃ المسیح کا تازہ خط

ہر ایک کامل انسان ہمیشہ اعتراضوں کا نشانہ بنا ہے۔ آدم علیہ السلام کو شیطان ہی سے نہین بلکہ الملائکہ نے بہی مفسد اور سفاک کہا۔ موسیٰ علیہ السلام کے موذیوں کا تذکرہ توریت ہی مین نہین بلکہ قرآن کریم مین بہی ارشاد ہوا

ولا تکونوا کالذین آذوا موسیٰ فبرأہ اللہ مما قالوا و کان عند اللہ وجیہا۔

احمد ابدا منصوریہ۔ قتل الاعدا اور ان سے عند اللہ وجیہ ہوسنے کا ذکر فرمایا۔

مسیح علیہ السلام کو جو کہا گیا۔ وہ قولہم علی مریم بہتانا عظیما کے بیان کو سنکر زیادہ کیا لکہوں۔ ہماری سرکار حضرت خاتم النبیین رسول رب العالمین۔ کی نسبت جو کچہ یورپ و امریکہ و ایشیا و افریقہ اور ہندوستان سے نے لاہز اور اس کے بہائیون نے کہا اگر اس ناپاک کاغذ کا انبار بن جاتا تو کیخون جنگاسے کیا کم اونچا ہوتا۔ فلیست ہذہ باول قارورۃ کسرت فی الاسلام

مرزا صاحب مغفور کے مقابلے آپ کی زندگی مین مخالفون نے ناخنون تک زور لگایا اور آپکا بال بیکا نہ کرسکے اور مر گئے اور ہم لوگون کے سامنے ہزاردن ربانی پیشگوئیان پوری ہوئین اور ہمنے مشاہدہ کین ہیں۔ جن پیشگوئیون پر ان کا اعتراض ہے اگر وہ پوری ہو جاتین تو کیا مخالف مان لیتے۔ والتجربۃ تشہد علی ما نشہد۔

بہرحال کچہ لکہو مین اپنے دل خیال کے ایک حصہ کو ان سوالات کے متعلق ظاہر کرتا ہون جو آپنے لکہے ہین کہ لوگ کرتے ہین۔

اوّل یہ کہ توسیع مدت حیات پر لوگ اعتراض کرتے ہین۔

جناب مین ! سنہ تولد کا پتہ لگانا اس ملک خاص کر ہمارے جلیبیگڑہ میں بایا مشکل امر تہا یا کہ نہین۔ کسیوقت بے ریب مسلمانون کو بہی یہ فخر حاصل تہا کہ ان کی تاریخون اور تاریخی لٹریچر مین ہمارے اسلاف کا سنہ تولد اور سنہ وفات کیسا مفصل درج ہوتا رہا ہے مگر پنجاب پر تو سکہون کے عہد مین وہ افرا تفری گذری ہے۔ یوماً بجزوی مرتوماً بالعراق یہان سے وہان وہان سے وہان بہاگتے پہرتے رہے حضرت امام نے اس نظارہ کو جو آپکے خاندان پر گذرا ہے بہت ہی دردناک پیرایہ مین بیان فرمایا ہے دیکہو

گر یہ بہی ہمکو پتہ لگا ہے جیسے مرزا سلطان احمد افسر مال فرزند اکبر حضرت مرزا نے بہی بیان کیا ہے کہ مرزا جی ۱۸۳۶ء و ۱۸۳۷ء مین پیدا ہوئے پس اس صورت مین شمسی حساب سے ۷۲-۷۳ اور قمری حساب سے ۷۴-۷۵ برس حضرت امام کی عمر ہوتی ہے۔ اب مین نصرۃ الحق ضمیمہ براہین احمدیہ ایک کتاب حضرت امام کی تصنیف ہے اسکے صفحہ ۹۷ سطر ۱۶ کو دیکہو اور جو الفاظ وحی کے وعدے کے متعلق ہین وہ تو چوہتر اور چہیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہین جو پیش کرتا ہون اور اس واقعی بیان کے بعد میرے نزدیک کوئی اعتراض باقی نہین رہتا اصل وحی الٰہی کا اسمین ذکر ہے باقی صرف خیال ہے۔

ہان یہ امر بہی عرض کر دینے کے قابل ہے کہ جہولون اور حکام تمسکات اپنی تحریرون مین علی العموم عمر کے متعلق تخمینے سے کام لیا جاتا ہے موقعہ پر جو یقین یا تخمینے یا ظن غالب ہوتا ہے وہی لکہوایا جاتا ہے میرا خیال ہے اس فلسفے عمر کے متعلق دروغ حلفی کے مقدمات سننے مین نہین آتے پہر اگر حضرت نے کہین اس رنگ پر عمر کے متعلق مختلف الفاظ بیان کئے ہیں تو صریح وحی کا لفظ وہان استعمال نہین فرمایا۔ نکاح والی پیشگوئی پر حقیقۃ الوحی مین ۳۸۷ و ۳۸۸ مین حضرت امام خود ارقام فرماتے ہین۔ کہ اس پیشگوئی مین ایتہا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک (حاشیہ) موجود ہے۔ پس احمد بیگ جب میعاد کے اندر مر گیا تو پس ماندے گہبرائے اور بعض کے خط عجز و نیاز کے بہرے ہوئے آئے جو اب تک موجود ہین تو خدا تعالیٰ نے اپنی شرط پوری کرنے کیلئے اس پیشگوئی مین تاخیر ڈالدی پھر لکہا ہے کہ مخالف احمد بیگ کے داماد کا ذکر کرتے ہین مگر احمد بیگ کے وقت پر مرنے کا ذکر نہین کرتے۔ ۳۸۸ - وعید کی پیشگوئیون کا پورا ہونا موجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے ضروری نہین کیونکہ وہ کسی بلا کے نازل ہونیکی خبر دیتی ہین اور باتفاق ایک لاکہہ چوبیس ہزار پیغمبر کے ہر ایک بلا۔ صدقہ اور خیرات اور دعا اور تضرع و زاری سے رد ہو سکتی ہے ۳۸۹ حقیقۃ الوحی۔ پہر اس کا بسط سے ذکر کرتے لکہا ہے کہ وعید کی پیشگوئیان بہی ایک بلا ہوتی ہیں اور جسطرح بلا کا واقع ہونا ممکن اس کا رد ہونا بہی ممکن ہے۔ تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۳۳ مین فرمایا ہے کہ پس جب ان لوگون نے امر شرط کو (توبی توبی فان البلاء علی عقبک) پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر مین پڑ گیا کیا آپکو خبر نہین کہ یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت الیٰ تتمہ حقیقۃ الوحی - ۱۳۲ اس کے علاوہ ڈاکٹر عبدالحکیم اور مولوی ثنا اللہ کے اعتراضات ہین منجملہ

ہما ایک قاعدے کے رنگ پر مضمون لکہا ہے جو طبع ہوگیا ہے ریویو اور علیحدہ بہی شائع ہوا ہے۔ مین مفصل لکہتا - مگر گزٹ ڈاک کے باعث اسی قدر اکتفا کرتا ہون۔ زیادہ زندہ صحبت باقی

پیغام صلح

۲۱ جون کو ۷ بجے صبح برادرم خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیفکورٹ پنجاب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا لکچر کئی ہزار آدمیون کے مجمع مین سُنایا حاضرین کافی اثر لیکر گئے۔ لیکچر کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے پس جیسے اسکی جسمانی تربیت عام ہے ایسے ہی روحانی تربیت بہی کسی خاص قوم یا زمانے یا مکان کیلئے محدود نہین بلکہ اس نے ہر قوم مین نبی بہیجے اور ہر زمانے مین بہیجتا رہا اور بہیجتا رہیگا (۲) اتفاق بڑی مبارک چیز ہے اگر ایک ہندو کسی مسلمان کو دکہہ پہنچاتا ہے تو اوس کے یہ معنی ہین۔ کہ جس شاخ پر وہ بیٹہا ہے اُسی کو کاٹتا ہے (۳) جزوی اختلاف معمولی بات ہے باقی بڑے بڑے اختلاف مٹانے چاہئین اور اسمین کچہ مشکل نہین کیونکہ اسلام کی تعلیم ہندو مذہب مین بہی پائی جاتی ہے ہم لوگ اس بات کے قائل ہین کہ الہام کا دروازہ بند نہین ہوا۔ ہندوون مین بہی اوتار پیدا ہوتے رہے اور انہین لوگ قبول کرتے رہے چنانچہ سری کرشن پہر باوا نانک سے بہی یہ پیغام دینے کیلئے مامور ہوئے کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ (۴) اصل بات یہ ہے کہ چونکہ ذرائع میل و جول بند تہے اسلئے ایک قوم کو دوسری قوم کے نبی کا پتہ نہ لگا اور پہر جب امتداد زمانہ سے تعلیم مین فرق دیکہا تو سرے سے دوسرے نبی ہی کے منکر ہوگئے ہر مذہب مین سہواً یا عمداً اُس کے پیروؤن کیطرف سے کچہہ غلطیان پڑ جاتی ہین جو آخر مین جزو مذہب بنجاتی ہین۔ بدہ نے بہی سمجہانیکی کوشش کی کہ صرف وید ہی الہامی کتاب نہین بلکہ اور بہی ہین اسلئے اُسکو دہریہ کہا گیا جس طرح یورپ مین جو عیسیٰ کو خدا نہ مانے اُسے پادری دہریہ کہتے ہین (۵) صلح نہین ہو سکتی جبتک اصل وجہ اختلاف کو دور نہ کیا جاوے وہ پولٹیکل اختلاف نہین بلکہ مذہبی اختلاف ہے اور وہ یہ کہ ہمارے مقدس نبی کو گالیان دی جاتی ہین۔ (۶) وید مین شرک کی تعلیم ہے مختلف ہندوؤن کا مشرک ہونا اسپر شاہد ہے اور پہر نیوگ کے حکم کو بہی اسی سے منسوب کیا جاتا ہے باایںہمہ وید کو خدا کیطرف سے مانتے ہین پس آپ لوگ قرآن مجید کو کیون خدا کیطرف سے نہ مانین جسمین سراسر توحید کی تعلیم ہے اور تازہ نشانون کے ساتہہ اس بات کی گواہی موجود ہے کہ وہ خدا کیطرف سے ہے۔ (۷) اگر ہندو صاحبان ہم سے صفائی کرنا چاہتے ہین تو یہ لکہدین کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہین اور آپکو سچا نبی مانتے ہین اور آئندہ آپکو ادب و تعظیم کے ساتہہ یاد کرینگے ہم بہی لکہدیتے ہین کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہونگے

البلاغ المبین

۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کا وجد انگیز نظارہ آخر دم تک مجھے یاد رہیگا۔ جب خدا کے ہاتھوں سے مسح کیا ہوا مسیح گیارہ بجے معزز رؤسا و امراء لاہور کے سامنے ایک تقریر فرما رہا تھا تقریر کیا تھی۔ معرفت کا ایک سمندر تھا جو اپنے پورے جوش میں تھا۔ عرفان کا ایک بادل تھا جو ابر رحمت بنکر ان پر برسا وہ ایک آخری پیغام تھا۔ جو دار الخلافہ میں اس عز الخلافت نے اپنے قادر و توانا مالک الملکوت سلطان الجبروت کیطرف سے پہونچایا۔ بارہ بج گئے اور آپنے فرمایا کہ کھانے کا وقت گذر جاتا ہے۔ چاہو تو میں اپنی تقریر بند کر دوں مگر سب نے یہی کہا کہ یہ کھانا تو ہم روز کھاتے ہیں ہمیں روحانی غذا کی ضرورت ہے چنانچہ تقریر ایک بجے ختم ہوئی اللہ تعالے خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیفکورٹ کی مساعی جمیلہ کو مشکور کریں جنہوں نے اپنے دوستوں کے لئے حضور سے نیاز حاصل کرنے اور ان کے کلمات طیبات سننے کا یہ موقعہ دعوت کے رنگ میں نکالدیا۔

اللہ تعالیٰ کا شکریہ

مجھے اس وقت اس بات کا اظہار مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تین قسم کا شکر کرنا چاہیئے سو سب سے مقدم اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں ہر ایک پہلو سے امن بخشا ہے اور صحت و تندرستی بخشی ہر اور ہر طرح کے اسباب ہمارے لئے اشاعت دین کے مہیا کیے ہیں اور درحقیقت سچ بات تو یہ ہے کہ اگر ہم ان نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو جسقدر یہ نعمتیں جسمانی روحانی حالت پر محیط ہو رہی ہیں وہ گنی نہیں جا سکتیں۔ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔ جیسا کہ اس نے سورہ فاتحہ میں خود فرمایا۔ کہ میں رب العالمین۔ رحمٰن۔ رحیم ہوں اور حقیقت میں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ اس دنیا کا بقا اور ہماری آسودگی انہی صفات کے ساتھ ہے اگر وہ ذات پاک رحمانیت کو استعمال میں نہ لائے تو دنیا تباہ ہو جائے رحمٰن کے معنے خدا کے کلام سے یہ ثابت ہوتے ہیں۔ کہ جو بغیر کسی عوض کے اور سوا کسی عمل کے رحمت کرتا اور اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ مثلاً دیکھو خدا نے جب یہ نظام بنا رکھا ہے سورج ہے چاند ہے۔ اناج ہے پانی ہے ہوا ہے ہمارے امراض کے دفعیہ کے لئے قسم قسم کی بوٹیاں ہیں اب کوئی بتلا سکتا ہے کہ یہ اس کے کس عمل کا اجر ہیں ہر ایک شخص جو عمیق فکر کرے اس پر خدا کا رحمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی و آسودگی کے لئے جو کچھ چاہیئے تھا وہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے مہیا کیا۔ جو کچھ آسمان میں ہے اور زمین میں اور پھر جو کچھ ہمارے وجود میں پایا جاتا ہے یہ سب اس کی رحمانیت کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ جب ہم ماں کے پیٹ میں تھے۔ اس وقت جو کچھ اس کے انعام تھے وہ کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ تناسخ کا مسئلہ یہیں سے رد ہو جاتا ہے۔ مگر میں اسے چھیڑنا نہیں چاہتا غرض خدا کی بے شمار نعمتیں ہیں جن کو کسی ترازو میں تول نہیں سکتے ضروری طور سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ خدا رحمان ہے۔ ہمارے اس ملک میں بہت قسم کے فرقے ہیں کہ جو کچھ انسان کو عطا کیا گیا وہ کسی گذشتہ کرم کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ سچ بات یہ ہے کہ جو کچھ ہے۔ یہ خدا کے فضل اور اس کی رحمانیت نے مہیا ہے کوئی دعوے نہیں کر سکتا کہ میرے اعمال کا عوض ہے خدا نے اسی سورہ فاتحہ میں فرمایا کہ وہ رحیم ہے۔ یعنے کوششوں پر نیک نتیجہ مرتب کرتا ہے۔ مثلاً ایک کسان کاشتکاری کرتا ہے آبپاشی کرتا ہے اب عادت اللہ جاری ہے۔ وہ کسی کی کوشش کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ایک دانے کے عوض کئی دانے دیتا ہے۔ کسی پوشیدہ حکمت یا کاشتکار کی بدعملی کی وجہ سے فصل برباد ہو جائے۔ تو یہ علیحدہ بات ہے۔ یہ شاذ و نادر کالمعدوم کا حکم رکھتی ہے اسی طرح پر خدا کا نام رب العالمین ہے۔ رب کے معنے پرورش کرنے والے کے ہیں۔ عالم روحانی و جسمانی کی وہی پرورش کرتا ہے۔ اگر اس نے ایسے قویٰ انسان میں نہ رکھے ہوتے۔ تو انسان ان انعامات سے کہاں متمتع ہو سکتا۔ ایسا ہی روحانی ترقی بغیر اس کے فضل کے ناممکن ہے۔ پھر فرمایا کہ میں مالک یوم الدین ہوں جزا و سزا دنیا اسی کے اختیار میں ہے اسی عالم سے جزا و سزا کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو نقب زنی کرتا ہے شاید ایک دفعہ نہیں تو دوسری دفعہ دوسری دفعہ نہیں تو تیسری دفعہ ضرور پکڑا جاتا ہے یا کسی اور رنگ میں اسے سزا مل جاتی ہے (یہ سزا کیا کم ہے کہ چور دوست کے لئے چوری کرتا ہے اور پھر ہمیشہ مفلس اور غریب ذلیل رہتا ہے) ہم نے اس عالم میں خوب غور کر کے دیکھ لیا کہ جو سرگرمی سے نیکی کرتا ہے تو نیک نتیجہ پانے سے خالی نہیں رہتا اور جو بدی کرتا ہے ضرور بد نتیجہ بھگت لیتا ہے دیکھو جو زنا کرتے ہیں ان کو آتشک ہو جاتی ہے۔ شراب پینے والوں کو رعشہ ہو جاتا ہے۔ کسی کی انتڑیوں میں پھوڑے نکل آتے ہیں۔ القصہ خدا کے اس قدر احسان ہیں کہ کس کی طاقت ہے جو ان احسانوں کو شمار کر سکے انسان جس قدر قویٰ لے کر آیا ہے وہ کس کا عطیہ ہیں۔ انسان اگر سوچ کر دیکھے تو سب قویٰ اللہ کے زیر قدرت ہیں چاہے تو ایک دم میں قلب کی حرکت موقوف ہو جائے اور انسان فوراً ہلاک ہو جائے مگر مرنے کو کس کا دل چاہتا ہے۔ دنیا کی محبت میں سب گرفتار ہیں آخرت کی فکر کم لوگوں کو رہگئی ہے میں کہتا ہوں کہ اگر ایسے لوگوں کو اللہ کیطرف سے پروانہ آجائے کہ تمہارے لئے بہشت طیار ہے۔ چاہو تو دنیا کی نعمتوں میں رہو اور چاہو تو بہشت کی بے مثل نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ تو وہ سب لوگ دنیا کو قبول کریں۔ یہ دنیا پرستی کا نتیجہ ہے حالانکہ اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا فانی ہے کئی دوست گذر جاتے ہیں۔ دشمن۔ عزیز۔ بھائی۔ لڑکے بیوی سب آخر کار ایک دن جدا ہوں گے اور کئی لوگوں کے ہو چکے اگر کوئی غور کرنیوالا ہو۔ تو دنیا فانی ہونے کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جائے پھر سوچے کہ یہ وہ کوششیں جو دنیا کے لئے کر رہا ہوں کیا وہ اعتدال سے ہیں آج تک اگر دنیا میں کوشش ہوتی رہی ہے مگر مقررہ وقت موت سے کوئی بچ نہیں سکا۔ ناممکن ہے بعض لوگ شاید ہماری تقریر کے معنی میں ٹال دیں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ انسان غلطی پر ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ زراعت نہ کرو۔ تجارت نہ کرو۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ اس دنیا کی محبت میں خدا سے منہ پھیر لین اچھا نہیں۔ ابتداء میں پیدا کرنیوالا بھی وہی ہے۔ اور آخر بھی اسی سے واسطہ پڑتا ہے تو پھر کیونکر انسان کے لئے اس سے غافل ہونا نتیجہ خیز ہو سکتا ہے غرض خدا تعالےٰ کے احسانات شمار و انداز سے باہر ہیں شکر اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کے آگے سچے دل سے اقرار کرے کہ تیری ہی رحمتیں اور تیرے ہی فضل ہیں اور پھر عملی رنگ میں اس کی اطاعت و عبادت سے اظہار شکر کرے۔

شکریہ گورنمنٹ

دوسرے شکر گورنمنٹ کا۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ہم ظاہری طور پر کہتے ہیں بلکہ یہ بات ہمارے اصول میں داخل ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کا شکر کرتے رہیں سکھوں کا زمانہ جنہوں نے دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ہم لوگوں کے باپ دادا کی کیا حالت تھی اور اسلام اسلام تو یک طرف کوئی باواز بلند اذان نہیں دے سکتا تھا اگر کوئی دیتا تو مجرم قرار دیا جاتا پھر کوئی ملاں شے استعمال کرے تو وہ بھی جرم۔ اب آزادی اس قدر ہے کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہبی فرائض بڑی آزادی سے ادا کر سکتا ہے۔ روزے رکھو نمازیں پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ کوئی مانع نہیں جس قدر چاہو علوم دینی کو حاصل کرو۔ مخالفوں کو جواب دو۔ کوئی تمہیں منع نہیں کرتا ابھی حال میں فنانشل کمشنر صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ تو اوس نے کہا کہ کیسی آزادی ہے کہ عیسائیوں کے خلاف مذہبی طور سے کچھ کہنا یا لکھنا روکا نہیں گیا پس اگر کوئی مسلمان اس گورنمنٹ سے نافرمانی کریگا تو وہ میرے نزدیک خدا تعالیٰ کا گنہگار ہے۔ حدیث صحیح ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ۔ خدا کا سچا شکر گذار وہی ہے جو پہلے انسان کا شکر گذار ہے جب گورنمنٹ کے خلاف ہوا یعنے اپنے ایک محسن کے تو پھر اس سے بھی کسی دن پھر جائیگا۔ بالخصوص ہم تو اس گورنمنٹ کے احسان کو دل سے محسوس کرتے ہیں دیکھو میں نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور عیسائیوں کے خلاف بہت لیکن گورنمنٹ نے برا نہیں منایا۔ یہ اسی لئے کہ مذہبی آزادی دے رکھی ہے بلکہ قدردانی کا یہ حال ہے۔ کہ ہماری کتابوں کے بعض نسخے بذریعہ تار لندن منگوائے گئے میں کہتا ہوں کہ اگر یہ گورنمنٹ نہ ہو تو ایک دوسرے کو چیر کھاویں۔ اسلامی بادشاہوں نے کیا کچھ کیا اور یہ (انگریز) نیک نیتی سے انصاف کرتے ہیں کبھی کو دانستہ پکڑتے نہیں مجھ پر دیکھو کہ ایک جنٹلمین پادری نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا۔ اس میں ایک مسلمان مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی گواہی دی۔ مگر ڈگلس ڈپٹی کمشنر نے اس مقدمہ میں خوب چھان بین کی۔ آخر وہی عبد الحمید خود بول اٹھا۔ کہ مجھے پادریوں نے سکھایا۔ اس پر اس صاحب نے مجھے کہا کہ آپکو مبارک ہو آپ بری ہو گئے۔ اگر ان لوگوں کے دل میں مسلمانوں کی نسبت کچھ بدنیتی ہوتی۔ تو کبھی میری مدد نہ کرتے۔ اگر کسی مسلمان بھائی کی یا ہندو کی عدالت میں یہ مقدمہ ہوتا۔ تو مجھے وہ کبھی نہ چھوڑتا۔ انسان جس قدر انصاف اختیار کرتا ہے اوسی قدر روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور اس پر حق بات منکشف ہو جاتی ہے۔ باقی یہ کہنا کہ ہمیں عہدے نہیں ملتے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ جبتک آسمان پر کوئی بات مقرر نہیں ہوتی۔ زمین پر نہیں آتی۔

شکریہ ناظرین

تیسرا شکر آپ سب صاحبوں کا ہے۔ جنہوں نے تشریف آوری کی تکلیف گوارا کی خدا کرے جس طرح جسمانی طور سے باہم ملاقات ہوئی۔ روحانی طور سے بھی ہمارے دل مل جاویں۔ جسمانی ملاقات تو کچھ چیز نہیں زبان سے کوئی فتح نہیں ہوتی۔ دلوں کے فتح کرنے والا تو دل ہے۔ جو قوم زبان بہت خرچ کرتی ہے وہ فتحیاب نہیں ہوتی دیکھو

کامیابی کا راز

صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس کوئی سامان جنگ نہ تھا مگر بھی قلبی خلوص تھا اور حق کا جوش جس سے آخر مظفر و منصور ہوئے۔ بے نظیر طور سے کامیابیاں حاصل کیں ہر ایک شخص جو خدا کو خوش رکھنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا اوسے کامیابیاں بخشے۔ وہ فریب کو ... چھوڑ دے عدل سے ح[illegible] کرے۔ فرمایا۔ قد افلح من زکھا وقد خاب من دسّٰہا ... پاک ... جنہوں نے تزکیہ نفس کر لیا اور تباہ ہو گیا وہ جس نے اسے خراب کیا۔ فلاح دین و دنیا دونو کو شامل ہے جو شخص اپنے نفس کی ناپاکی کو چھوڑتا ہے۔ وہ آخر کامیاب ہوتا ہے بیشک کوئی فلسفہ میں طاق ہے کوئی ہیئت میں کوئی سائنس میں شہرہ آفاق ہے یہ قبول ہے مگر تزکیہ نفس بڑی مشکل چیز ہے۔ علوم ظاہری دماغی حواس کو تیز کرتے ہیں مگر ان کا قلب کے ساتھ کچھ علاقہ نہیں۔ جو علوم ظاہری حاصل کرتے ہیں بجز سلیم الطبع کے آخری نتیجہ یہی ہوتا ہے اون میں کبر آ جاتا ہے۔ اونکو سچا انکسار اور سچی نرمی نصیب نہیں ہوتی۔ کبر ایسی بری بلا ہے کہ انسان اس کی وجہ سے ہر قسم کی ترقی سے رک جاتا ہے۔ اب اس کے آگے جو بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قانون قدرت

ضرورت

میں داخل ہے کہ ہر ایک چیز ضرورت سے پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر کپڑے۔ جوتیاں بوٹ۔ آلات معیشت ہیں یہ کیونکر پیدا ہوئے اس کا جواب یہی ہے کہ ضرورت سے۔ پس جب ضرورت پیش آتی ہے۔ تو وہی ضرورت رہنما ہو جاتی ہے آپ لوگ جانتے ہیں کہ مذہبی طور سے اسلام پر حملہ ہو رہے ہیں۔ ان حملوں سے متاثر ہو کر بعض دین سے رہ گئے بعض مذبذب ہو گئے۔ بعض مرتد ہو گئے حملے کئی قسم کے ہیں۔ بعض منقولات کے اسلحہ سے کئے جاتے ہیں۔ بعض معقولات کے ہتھیاروں سے۔ یہ نکتہ چینی اور علوم جدیدہ کا حملہ بڑا سخت حملہ ہے جو کچھ آجکل تعلیم ہوتی ہے۔ یہ تعلیم ہی دراصل بڑی غلطیوں میں ڈالتی ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ اکثر لوگوں کو یہ ناقص تعلیم مذہبی طور سے مفید نہیں پڑی۔ پڑھنے والے خلیع الرسن اور بے قید ہو جاتے ہیں کہلاتے تو مسلمان ہیں۔ مگر پھر بھی آنحضرت صلعم کی عزت جیسی چاہیئے نہیں کرتے۔ اسلام کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اون کے مونہہ سے دہریت کی بو آتی ہے بس آج ہاتھ سے گئے یا کل گئے۔ جدید فلسفہ کا حملہ پادریوں کے حملے سے بڑھکر ہے۔ بیرونی حملہ کے علاوہ ایک اندرونی حملہ بھی ہے سکولوں میں کالجوں میں مسلمان طالب علم پڑھتے ہیں اور دہریت اور لامذہبی کے عقائد حاصل کرتے ہیں۔ اگر پہلے ہی مذہبی تعلیم کا خیال رکھیں نہ یہ نقص پیدا نہ ہو ویلے ... بازار کی رنڈی کا سا دیا جائے۔ فسق و فجور میں مبتلا کر کے شراب کی عادت ڈالدیجائے پھر اسے کہیں کہ پردہ کر تو اس کو یہ ممکن نہیں۔ یا کم از کم مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ اس کی تو عادت پڑ چکی ہے اسی طرح ہوش سنبھالتے ہی پادریوں کے یا آریوں کے مدرسوں میں اپنی اولاد کا بھیجدینا اور پھر اُن سے اس بات کا طلبگار ہونا کہ یہ سچے مسلمان ہوں۔ ع

این خیال است و محال است و جنون

جن کانوں میں ہمیشہ اسلام کے برخلاف صدائیں پڑتی رہتی ہیں وہ کیونکر اسلام کی عظمت کو قبول کر سکتے ہیں۔ اسلام ہر ایک پر غالب ہے جدید فلسفہ اس سے بھی ترقی کر جائے۔ مگر پھر بھی (میں سچ کہتا ہوں) قرآن شریف اس پر غالب ہے مگر لوگوں نے محنتیں نہیں کیں۔ قرآن مجید کو تدبر سے نہیں پڑھا وہ کیا جانتے ہیں افسوس کی بات ہے کہ قرآن مجید کبھی پڑھا نہیں اور اس پر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ دیکھو میں مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں قرآن کی جتنی تعلیم ہے روحانی فلسفہ سے پُر ہے۔ قرآن شریف میں وعدہ کیا ہے۔ کہ مرنے کے بعد جو

صالح ہوگا بہشت میں جائیگا۔ بظاہر یہ وعدہ قصہ معلوم ہوتا ہے بات یہ ہے کہ قصہ نہیں گو قصہ کا رنگ اختیار کیا گیا اصل میں عرب کے لوگ (الٰہیات و روحانیات میں) بچوں کیطرح تھے۔ خدا نے استعارہ کا رنگ قریب الفہم کرنے کیلئے اختیار کیا خدا تعالیٰ نے دوسرے موقعہ پر فرمادیا۔ مثل الجنة التی وعد المتقون یعنے سب کچھ اس جنت کی مثال ہے دوسری جگہ رسول اکرم کی زبان پر فرمایا مالاعین رأت ولا اذن سمعت۔ اس جگہ کے دودھ اور شہد کی نہریں نہ ہونگی پھر فرمایا۔ وبشر الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات ان لہم جنٰتٍ تجری من تحتہا الانہار اے رسول بشارت دیدے ان ایمانداروں اور عمل صالح کرنیوالوں کو ان کے لئے باغ ہیں چلتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ پھر فرمایا۔ مثل کلمة طیبة کشجرة طیبة

اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء

کلمہ طیبہ درخت کی مثال ہے اب اس جگہ اللہ تعالیٰ نے کھولدیا کہ وہ ایمان جو ہے وہ بطور تخم اور شجر کے ہے اور اعمال جو ہیں وہ آبپاشی کی بجائے ہیں۔ قرآن شریف میں کسان کی مثال ہے۔ کہ جیسا وہ زمین میں تخمریزی کرتا ہے ایسا ہی یہ ایمان کی تخمریزی ہے ... آبپاشی ہے ایمان [illegible] یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ایمان بغیر اعمال کے ایسا ہے جیسے کوئی باغ بغیر انہار کے جو درخت لگایا جاتا ہے اگر مالک اس کی آبپاشی کی طرف توجہ نہ کرے۔ تو ایک دن خشک ہو جائیگا اسی طرح ایمان کا حال ہے۔ والذین جاھدوا فینا یعنے تم ہلکے کام پر نہ رہو بلکہ اس راہ میں بڑے بڑے مجاہدات کیضرورت ہے نفس کو بیل سے شباہت دیگئی ہے۔

نفس کی تین قسمیں

نفس تین قسم ہے نفس امارہ اوس کو کہتے ہیں۔ جو بدی کیطرف رغبت رکھتا ہے۔ امارہ مبالغہ کا صیغہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بدی کیطرف بار بار جانیوالا۔ لوامہ وہ ہے جس سے بدی تو ہو جاتی ہے مگر آخر نیکی کیطرف رجوع کرتا ہے۔ عام انسانوں کی حالت دیکھو تو نفس کی یہ دونو قسمیں سمجھ میں آجائینگی بعض تو بدی کرتے ہیں اور اسے محسوس نہیں کرتے اور بعض جو غلطی کر بیٹھتے ہیں تو ان کو ندامت ہوتی ہے تیسری قسم مطمئنہ ہے۔ یہ وہ حالت ہے جب

انسان نفس سے جنگ میں فتح پالیتا ہے۔ امارہ اس دشمن کی مانند ہے جو گھر کا دشمن ہو۔ لوامہ وہ ہے جو کبھی دشمنی کا ارادہ کرتا اور پھر باز آجاتا ہے۔ مطمئنہ وہ ہے جو بکلی صلح کر لیتا ہے۔ آخری حد انسان کی ترقیات کی یہی ہے اسوقت خدا کی رضا اس کی رضا ہو جاتی ہے اس کا ارادہ وہی ہوتا ہے جو خدا کا ارادہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو تخمریزی۔ آبپاشی بیل۔ کسان کی مثال دی ہے یہ اس لئے کہ کسانوں کا کام ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے جیسے جسمانی طور پر مہیا کر رکھا ہے اسی طرح روحانی طور پر بھی مہیا کیا ہے۔ پس جسمانی سلسلہ سے روحانی کی خوب سمجھ آسکتی ہے دیکھو کسان سب کچھ کرتا ہے مگر پھر بھی خدا کے پانی کے بغیر اس کی کھیتی سرسبز و ثمر ور نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حال کی فصلوں میں بھی قحط کا صدمہ باقی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع قسم ہے آسمان کی جو بارش برساتا ہے اور زمین کی جو شگوفہ کو نکالتی ہے۔ قسموں کا مسئلہ بھی سمجھنے کے

کی کیا ضرورت ہے۔ دراصل ایسے لوگوں نے سمجھا نہیں کہ قسم قائمقام شہادت ہے عدالت میں بھی جب گواہ نہ ملیں تو بعض اوقات قسم پر فیصلہ ہو جاتا ہے والسماء ذات الرجع کہہ کر یہ سمجھایا۔ کہ جیسے جسمانی قانون قدرت یہ ہے کہ زمین کی سرسبزی آسمانی بارش پر موقوف ہے۔ ورنہ کنوئیں بھی خشک ہو جائیں بلکہ زہر پیدا ہو جائے اسی طرح یہ روحانی سلسلہ ہے اس میں بھی عقل کے چشموں کے لئے آسمانی بارش (وحی) کیضرورت ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں ہمیں اب نبیوں کی کیا ضرورت ہے وہ جسمانی بارش کیوں مانگتے ہیں۔ تمہاری آنکھوں کے لئے یہ نظارہ موجود ہے کہ جسمانی زندگی جس سے وجود پذیر ہوتی اور قائم رہتی ہے وہ آسمانی پانی ہے بعض لوگ تھوڑا پڑھ کر کہتے ہیں ہم کچھ بن گئے میری دانست میں اگر کوئی عمر بھر پڑھے تو خدا کی معرفت کے سمندر سے اتنا بھی نہیں جتنا کوئی سوئی ڈبوئے اور سوئی پر تو پھر نمی ہی لگ جاتی ہے یاں یہ بھی نہیں۔ وصول الی اللہ کا یہ طریق نہیں جو آجکل لوگوں نے اختیار کیا ہے

ترسم کہ بکعبہ نہ رسی اے اعرابی
کاین رہ کہ تو میروی بترکستان است

دین بھی ایک علم ہے۔ دین چند قصوں کا نام نہیں بڑا روحانی فلسفہ اس کے اندر ہے جو شخص دین سے بہرہ نہ رکھے اور پھر دعوے کرے کہ مجھے دوسرے کی کچھ ضرورت نہیں وہ نادان ہے دین آسمان سے آیا اسلئے ہمیشہ اس کی سرسبزی آسمان سے ہوتی رہی ہے حضرت رومی خوب فرماتے ہیں۔

اے کہ خواندی حکمتِ یونانیان
حکمتِ ایمانیان را ہم بخوان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اُمّی تھے مگر یہی اون کا معجزہ ہے کہ جو کلام اون پر نازل ہوا۔ اُسمیں روحانی فلسفہ اس قدر تھا کہ آجکل کے فلاسفر بھی اس کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا۔ آخری زمانے میں بڑے بڑے فلاسفر پیدا ہونگے اسلئے خدا نے سب باتوں کا جواب دیدیا۔ یہ بات نہ انجیل میں پاؤگے نہ توریت میں۔ انجیل کا تو کیا کہنا۔ جسمیں خدا ہی ایک نیا خدا ہے جسکی طاقتیں ایسی کمزور کہ یہودیوں نے جو جی چاہا اس سے کیا یہ خدا کی نسبت تعلیم ہے۔ اب اخلاقی تعلیم کی نسبت سنو! توریت میں لکھا ہے۔ کہ آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے دانت اور انجیل میں یہ کہ تو بدی کا مقابلہ ہرگز نہ کر اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری گال بھی اس کے سامنے کردے اگر کوئی کرتہ مانگے تو اوسے اپنا چوغہ بھی اتار دو۔ دیکھو دونو کتابوں میں افراط تفریط کی راہ اختیار کی گئی ہے۔ کیا انسان کے قوی اس کو برداشت کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں دراصل یہ بعض مختص المقام مختص الحالات لوگوں کے لئے ایک مجموعہ قوانین تھا اس کے مقابلہ میں قرآن مجید میں عدل کا اصل طریق بتایا گیا ہے۔ جزاء سیئة سیئة مثلہا اور پھر یہ کہ فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ۔ یعنے یہ کہ جتنی بدی کی گئی ہے اس کی سزا دیجائے مگر عفو بہتر ہے۔ اگر اس عفو کا نتیجہ اصلاح ہو۔ انجیل میں ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور ہیں کسی پادری کو کوئی طمانچہ مار دے تو اس کا تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ فلسفہ حقہ جو میں بیان کیا ہے۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ اسکی کئی تفصیلیں ہیں یہ خوب سمجھ لینا چاہئے۔ کہ اللہ نے باقی قوی کو یونہی بیکار نہیں پیدا کیا ہر ایک قوت جو انسان میں رکھی گئی ہے۔ ضرور کسی نہ کسی فائدے کی ہے مثلاً

قوت غضبی کو بھی بُرا نہ کہنا چاہیئے - کیونکہ موقعہ و محل مناسب پر اس کا استعمال حرام نہیں بلکہ اس کی بد استعمالی حرام ہے - ان میں ایک حکم تھا کہ خصی بن جاؤ - اگر آج تک عیسائی اسپر عمل کرتے تو کبھی کا خاتمہ ہو گیا ہوتا - یہ دوسروں کو کیا کہتے ہیں اپنی کتاب پر پہلے تو عمل کر لیا ہوتا ایسی باتوں سے قرآن شریف کی عظمت معلوم ہوتی ہے اصل میں سچا حکم وہی ہے جسپر عمل ہو سکے اور عمل کرنے سے کوئی قباحت لازم نہ آوے اور جس کلام میں ایسی باتیں ہوں کہ اگر اس پر عمل کیا جاوے تو دنیا کا انتظام بگڑ جائے - تو وہ کتاب پھر اللہ کیطرف سے نہیں ہو سکتی - ہم نہ انجیل پر اعتراض کرتے ہیں نہ تورات پر بلکہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اب ان کتابوں پر عمل کرنے کا موقعہ و وقت نہیں رہا - یہ دراصل ایک خاص خاندان کے متعلق کتابیں ہیں - اس خاندان کو دوسرے تمام سے کچھ غرض نہ تھی - چنانچہ حضرت عیسٰی نے خود کہا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کیطرف نہیں بھیجا گیا - قرآن مجید سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے - و رسولًا الی بنی اسرائیل - جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مختص القوم و مختص الزمان تعلیم لائے مگر قرآن مجید مختص القوم و الزمان نہیں بلکہ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً - فرماتا ہے - یعنی آپ تمام جہان کے رسول ہیں - اور ایک جگہ فرمایا

لانذرکم بہ و من بلغ

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسانی فطرت کا پورا نقشہ قرآن شریف ہے پر افسوس کہ لوگ ... نے تو چھوڑ دی یہ کتابیں (انجیل تورات وغیرہ) جو یقین اگر قرآن نہ آتا تو بالکل مر جاتیں کیونکہ یہ محدود تھیں اور ان کی تعلیم بھی محدود - جن کی تعلیم ہی ناقص ہے وہ دوسرے کو کیا کامل کر سکینگی - کیا یہودی کیا عیسائی سب کا یہی عقیدہ ہے کہ نبوت ان کے گھر تک محدود ہے - گویا ایسا یہود کے حال کے مطابق حضرت عیسٰی تک تو انسان تھے اور اس کے آگے سب حیوانات تھے - قرآن کہتا ہے کسی قوم کی خصوصیت نہیں - و ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر - یہ کیسی پاک اور سچی تعلیم ہے برخلاف اس کے اور سب قومیں کہتی ہیں نبوت آگے نہیں پیچھے رہ گئی - آریہ بھی یہی کہتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں چار رشیوں سے ہمکلام ہوا - اور پھر بس - مگر میں کہتا ہوں - شنیدہ کے بود مانند دیدہ - سنی ہوئی

دیکھی ہوئی کے برابر نہیں ہو سکتی پہلے رسول آتے تھے مگر اب خدا کا کچھ پتا نہیں چلتا - کہ وہ زندہ بھی ہے یا کہ نہیں یہ تو کہتے ہیں کہ دعائیں سنتا ہے مگر نہیں معلوم کہ بولتا کیوں نہیں اگر قوت نطق جاتی رہی ہے تو قوت سمع کے باقی رہنے پر کیا دلیل ہے - فطرت کے خلاف نہیں ہو سکتا - بکری سے بھیڑیئے کا کام نہیں لے سکتے - انسان قصوں سے تسلی نہیں پاتا دل مجبور کرتا ہے کہ عینی مشاہدہ ہو - اگر خدا نے کسی زمانہ میں وحی والہام کیا ہے - تو اب بھی اس کے وحی والہام کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جس قدر تفرقہ قوموں میں اب ہے پچھلے زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی - اگر ایک فرقہ کے لئے نبی کی ضرورت ہے تو کیا اب جو ایک فرقے کے تہتر فرقے ہو گئے ہیں ان کے لئے کسی نبی کی ضرورت نہیں کوئی ایسی مثال پیش کرو کہ ضرورت کے وقت خدا کیطرف سے یہ سلوک ہوا ہو - حالانکہ ہر ایک چیز کے پیدا ہونے کی ماں ضرورت ہے ایک معمولی مثال ریلوے تصادم کی ہے کچھ حادثات ہوئے جھٹ اپنے سامان مہیا کر دیئے گئے جن سے یہ حادثات رک سکیں اور قبل از وقت خبر ہو جائے دنیا میں جتنے سامان ہیں وہ سب ضرورتوں نے پیدا کئے ہیں اب جبکہ یہ حال ہے کہ ابتری حد سے بڑھ گئی ہے تو کیا وجہ ہے کہ مصلح پیدا نہ ہو حالانکہ اس سے پہلے سنتہ اللہ یہی تھی کہ اس قسم کی برائیوں کی اصلاح اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو بھیجکر کرتا ہے تو اب وہ اس سنت کو کیوں چھوڑے - لوگ کہتے ہیں کہ بہت سے فرقے ہیں ... مگر میرے نزدیک ... سب سے بڑھکر خطرناک ہیں - دہریت کی رگ سب اہل مذاہب میں پائی جاتی ہے اگر کسی میں زندہ ایمان ہو تو عمل کی تحریک بھی ہونی چاہیئے - لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت نہیں اور اس کے ساتھ یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں جہاں تک میں نے دیکھا اسکے یہ معنے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ دوسروں کو اپنا شریک کرکے توحید پھیلاتا - تو یہ بھی شرک ہے - خوب غور کرو - محمد رسول اللہ لانے سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ تمہیں ملتا ہے اسی راہ سے ملتا ہے شرک اسی بات کا نام نہیں کہ پتھروں یا انسانوں کی پرستش کی جائے بلکہ ایک شرک فی الاسباب بھی ہے ایک شخص جو خدا سے بڑھکر کسی سبب کو سمجھے وہ بھی مشرک ہے پہلا ایمان ہے کہ اگر محمد رسول اللہ ساتھ نہ ہو تو توحید کامل ہی نہیں ہوتی - خدا را بخدا باید شناخت - ایک مشہور مقولہ ہے خدا کیطرف سے آنیوالا گویا خدا ہی ہوتا ہے - انسانی گورنمنٹ کی طرف سے بھی جو مامور ہوتا ہے نائب کہلاتا ہے جس کو مدد کو آج ہم پیش کرتے ہیں وہ کسی مذہب میں نہیں - عیسائی کفارہ کے قائل ہیں وہ عیسٰی کو بھی خدا کہتے ہیں - روح القدس کو بھی - یہودی بھی طرح طرح کے شرکوں میں مبتلا ہیں - ادھر آریہ بھی کہتے ہیں کہ جیو اور پرکرتی خود بخود چلے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی ناممکن ہے جب مانتے ہیں کہ انسان کے ظاہری قویٰ خدا کیطرف سے ہیں تو کیا وہ روح میں قویٰ ہونگے وہ خود بخود ہوں گے جب خود بخود تھے تو یہ جوڑنا جاڑنا خدا کے سپرد کیوں ہوا وہ معجزات جن سے خدا کا ثبوت ملتا ہے ان کے تو یہ منکر ہیں وید میں کسی معجزہ کا ذکر نہیں پس بتاؤ کہ خدا کے وجود پر کیا نشانی رہ گئی ہے اگر کہیں کہ صرف جوڑنا تو یہ تو ایک معمولی انسان بھی کرتا ہے -

یہ بڑا فضل خدا کا ہے کہ خدا کی تعلیم اس قدر زبردست ہے کہ وہ قدرت کے قوانین کے خلاف نہیں یہ کلمہ ایک قول ہے اور فعل کیا ہے - بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن - اب جب مان لیا تو کچھ کرنا بھی چاہیئے مان کر پھر عملی رنگ میں اس کو بجا نہ لانا ایسا ہے جیسے مرغ کے تمام پر توڑ دئیے جاویں خدا ہم سے کیا چاہتا ہے اسلام جو بڑے ہیبناک نظاروں کو دیکھ کر آگے سر ڈالنے کا نام ہے دیکھو سپاہی ہے وہ جانتا ہے کہ میں مارا جاؤنگا مگر پھر بھی فرمانبرداری کی راہ سے شمشیر بکف میدان میں جا ... ہے یہی اسلام کا نام ... ہے

صرف قول ہی نجات کے لئے کافی نہیں ہو سکتا - بلکہ اس قول کے ساتھ ابتلا بھی ضروری ہے چنانچہ فرمایا احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون - صدر اول کے مسلمان تھے جنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا تھا ہم مسلمان ہیں انہوں نے اسلام کی اشاعت میں اپنی زندگی وقف کر دی تھی - یاد رکھو کوئی دین ترقی نہیں کر سکتا - جب تک اس کے لئے روحانی قربانیاں نہوں - خدا کی رضا مندی حاصل نہیں ہو سکتی - جب تک خدا کو مقدم نہ کر لیا جائے - معمولی نماز روزہ کیا چیز ہے جو بطور عادت ادا کیا جائے - مثنوی رومی میں ایک شعر ہے جسمیں وہ کہتا ہے کہ ہم اپنے کو ٹھے میں غلہ بھرتے رہتے ہیں مگر کوٹھا نہیں بھرتا - آخر کوئی تو چوہا ہے جو اسے کھا رہا ہے - انسان کو اپنے اعمال پر نازاں نہ ہونا چاہیئے -

کیونکہ اعمال حبط بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ نیکی کے ضائع کرنے کیواسطے ریاکاری ہے دیکھو چندہ ہوتا ہے اگر فخر کے ساتھ دیا جائے تو سب خیرات ضائع ہو جائیگی وہ خدا کے لئے ہرگز نہ سمجھی جائے گی اس موقعہ پر مجھے ایک نقل یاد آئی ہے۔ ایک بزرگ نے بڑے مجمع میں بیان کیا کہ ہزار روپے کیضرورت ہے۔ ایک شخص نے اٹھ کر آ کے رکھدیا اس بات پر جب اس کی بہت تعریف ہوئی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا چند منٹ کے بعد آکر کہا کہ حضرت مجھ سے بڑی غلطی ہوئی وہ روپیہ میری ماں کا تھا اور وہ واپس طلب کرتی ہے پر مجمع نے اُسے بڑی لعن وطعن کی کہ یہ بہانہ بتاتا ہے بناوٹ کرتا ہے دلیر سمجھتا یا اور یہ حیلہ گھڑ لیا جب پھر رات گذر چکی تو وہی شخص بزرگ کے گھر پہنچا اور پھر وہ روپیہ پیش کیا اور کہا یہ روپیہ میںنے تعریفیں سننے کے لئے نہیں دیا تھا۔ آپ کو قسم ہے خدا کی جو کسی کو بتلا دو۔ بزرگ یہ سنکر رو پڑے واقعی جس کام میں ریاکاری ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی پاک و مصفا و شیرین کھانے میں کتا منہ ڈال دے سب سے بھاری آفت یہی ریاکاری ہے جب دنیا کی ملونی ساتھ ہوتی ہے تو نیک اعمال پر ثمرات عمدہ مرتب نہیں ہوتے انسان مکمل تو ہے نہیں۔ پس جب انسان کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے تو وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ خیرات ہمیشہ خفیہ ہی دینی چاہیئے کیونکہ قرآن مجید میں دونو طور پر جواز آیا ہے مطلب تو یہ ہے کہ نفس کی ملونی نہ ہو بعض وقت علانیہ دینے میں یہ بات ہوتی ہے کہ اس سے ریس پڑتی ہے اس نیت سے علانیہ دینا بہت ثواب کا کام ہے بلکہ جو اوس کے پیچھے دیں ان سب کا ثواب اسکو بھی ملیگا۔ ہماری شریعت میں بہت سے باریک امور بیان کئے گئے ہیں تا اخلاص کی قوت پیدا ہو جائے یہ اخلاص کی قوت ایک موت ہے بعض لوگوں کو ریاکاری اور عجب میں مزا آتا ہے مگر اخلاص والا ایسی باتوں سے دست بردار ہو جاتا ہے۔ اسے اس سے کچھ غرض نہیں ہوتی کہ کوئی مجھے برا کہے یا اچھا۔ وہ ایک ہاتھ سے کرتا ہے اور دوسرے کو خبر نہیں ہوتی۔ یہ خیال نہ کرو کہ سو سال تک عبادت کرنے ہی سے نجات ہوتی ہے بلکہ خدا تو بخشندہ نواز ہے وہ ایک نیکی سے بخشدیتا ہے صرف اخلاص چاہیئے۔ ابوبکر صدیق ایک بوڑھی عورت کو جو کچھ کھا نہ سکتی تھی۔ حلوا پکا کر کھلا آتے تھے کسی کو خبر نہ ہوتی تھی۔ جسدن وہ فوت ہوئے اوس نے کہا آج یقیناً ابوبکرؓ مر چکے یہ اخلاص ہے اخلاص جیسی کوئی تلوار فتح کرنے والی نہیں مسجد میں یوں تو کئی نمازی ہوتے ہیں مگر ان میں سے بہت ہیں جنہیں معرفت کا کچھ حصہ نہیں دیا گیا پیشانی میں نور ایمان نہیں کیونکہ ان میں اخلاص نہیں۔ وہ مسلمان ہیں صرف اسلئے کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے تھے میں نماز کی تحقیر نہیں کرتا بلکہ میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ نماز جس کا نام خدا نے نماز رکھا ہے وہ تو معراج ہے یہ نماز پڑھنے والے جو ہیں ان سے کوئی پوچھے۔ کہ سورۃ فاتحہ کے کیا معنے ہیں تو وہ نہیں جانتے۔ حالانکہ سورۃ فاتحہ میں جو تعلیم ہے اوس کے سامنے دنیا کی تمام تعلیمیں ہیچ ہیں۔ اسے جنتر منتر کی طرح نہیں پڑھنا چاہیئے۔ میں نے اپنی جماعت کو بارہا سمجھایا ہے کہ اپنی زبان سے دعا کرنے میں ہرگز شرم نہ کرو۔ کوئی اردو میں دعا کرے یا انگریزی میں سب جائز ہے مگر یہ ضرور ہے کہ خدا کا کلام اور ماثورہ دعائیں عربی میں پڑھی جاویں۔ یہ ضروری ہے کہ اگر اپنی نماز کو بھی باحلاوت کرنا چاہتا ہے اور اسمیں ذوق پیدا کرنا چاہتا ہے تو چاہیئے کہ اپنی زبان میں دعا کرے ورنہ نماز مرغے کی ٹھونگیں ہو جائیگی۔ نماز کے بعد دعا کا کیا فائدہ ہے جو دعا ہو نماز ہی میں کرنی چاہیئے دعا میں تضرع ضروری ہے دعا جیسی کوئی چیز نہیں۔ خدا کے تمام فضلوں کی جاذب دعا ہے۔ نماز کا اصل بھی دعا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساہون۔ ان نمازیوں کی تباہی جو نماز کی حقیقت سے بے خبر ہیں پس نماز کے ماثورہ کلام کا سمجھنا نہائت ضروری ہے صحابہ تو عرب کے رہنے والے تھے انکو ضرورت نہ تھی مگر ہماری لئے ضروری ہے کہ اوسے سمجھ کر نمازوں میں حلاوت پیدا کریں۔ ہماری عبادت کی خدا کو کوئی ضرورت نہیں بلکہ وہ جو کچھ فرماتا ہے انسان ہی کی بہتری۔ بہبودی اور اسی کو بلاؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے ہے لوگ اس قدر غفلت میں ہیں کہ دن بھی گذر جاتا ہے اور رات بھی۔ مگر نہیں جانتے کہ خدا بھی ہے۔ یہ بات سن لو کہ دنیا فانی ہے۔ بی بی بھی ہے بھائی بھی۔ سب خستہ دل ہیں۔ مال و دولت ہے۔ یہ سب کچھ۔ لیکن جبتک خدا کو اپنی سپر نہیں بناتا تو کچھ بھی نہیں۔ کاش یہ باتیں جو سچے دل سے کہی گئی ہیں دلوں میں پڑ جاویں۔ تضرع کا طریق اختیار کرو۔ یہ دن عیش سے گذار دیا خدا کی راہ میں تکلیف اوٹھا کر۔ آخر کار۔ بخداوند پس ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ تا دنیا کی آفات سے بچے رہو۔ ایمان سلامت رہے اور رضوان الٰہی حاصل ہو۔ رضوان و قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے دو ہی طریق ہیں۔ ایک تو تشریعی احکام سے ترقی ہوتی ہے۔ اسی لئے تشریعی تکالیف فرمائیں مگر یہ وہ تکالیف ہیں جن سے انسان بچ سکتا ہے دوسرے وہ تکالیف ہیں جو خدا انسان کے سر پر ڈالتا ہے کسی کے ہاتھ میں تازیانہ دیکر اسے کہا جائے کہ تو اپنے بدن پر آپ مار تو وہ حتے الامکان ایسا نہ کرے گا کیونکہ انسان اپنے تئیں دکھ نہیں دینا چاہتا پس جو تکالیف اختیار میں ہیں ان سے بچ کر وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچتا۔ مگر جو تکالیف خدا کی طرف سے ہوں وہ جب انسان پر پڑتی ہیں اور وہ ان پر صبر کرتا ہے تو اوس کی ترقی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ فرمایا۔ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والثمرات۔

ہم آزماتے رہینگے کبھی خوف سے کبھی نقصان مال سے کبھی نقصان جان اور ثمرات کی ناکامی سے دیکھو ایک شخص تخم ریزی کرتا ہے پھر اوس کی [illegible] سرسبز ہوتی ہے اوپر سے اولے پڑے سب کچھ تباہ ہو گیا۔ یہ فقر و فاقہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میری طرف سے خوشخبری دیدے ایسے لوگوں کو جو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہو چکے یعنی وہ رضا کے مقام میں ثابت قدم ہیں۔ یہ انا للہ کہنا مسلمانوں ہی کا حصہ ہے آریہ کیونکر کہیں کہ وہ سب کچھ خدا کیطرف سے نہیں مانتے غرض کہ تکالیف دو قسم کی ہیں۔

ایک وہ حصہ ہے جو احکام پر مشتمل ہے مگر اسمیں حیلوں کی گنجائش ہے۔ صوم و زکوٰۃ و صلوٰۃ و حج جب تک پورا اخلاق نہ ہو انسان ان سے پہلوتہی کر سکتا ہے پس اس کسر کو نکالنے کے لئے تکالیف سماویہ کا ورود ہوتا ہے۔ تاکہ جو کچھ انسانی ہاتھ سے پورا نہیں ہوا۔ وہ خدا کی مدد سے پورا ہو جائے۔ آریہ کہتے ہیں تکالیف کسی پچھلے کرم کی سزا میں ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ آئندہ ترقیات کے لئے ہیں۔ ورنہ چپ چاپ کرنا بھی ایک سزا ہوگا اسی کیطرف اشارہ ہے۔ بلیٰ من اسلم وجہہ للہ کا اسلام کیا ہے بس گردن رکھدینا۔ یہ عبودیت کے مقام کا

عقل و جہت ہے اور یہ تمام اسلامی تعلیم کا لب لباب یہی ہے

پھر فرمایا۔ ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔ اللہ تعالےٰ عدل کا امر فرماتا ہے لوگوں سے عدل کرو۔ پھر اس سے ترقی کرکے احسان احسان کیا ہے نیکی کرکے یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے اس سے نیکی کی اور یہ کہ ایسے شخص سے نیکی کرے جو کوئی حق نہیں رکھتا احسان میں یہ نقص ہوتا ہے کہ اگر وہ شخص جس سے "احسان" کیا گیا ہے کبھی کوئی ایسی بات کرے جو اس کے خلاف طبع گذرے تو دل میں آجاتا ہے کہ نمک حرام ہے اور یہ احسان نمائی انسان کی فطرت میں مخفی ہے اسلئے اس کی اصلاح کیلئے فرمایا۔ کہ اگر تم اعلےٰ درجہ کی نیکی کرنا چاہتے ہو تو ایسی نیکی کرو جیسی ماں بچے کے ساتھ کرتی ہے۔ دیکھو ماں کی عمر بعض وقت پچاس ساٹھ سال ہوتی ہے اور وہ بچے کی بہت خدمت کرتی ہے حالانکہ اسے اس بات کی کوئی امید نہیں ہوتی کہ اس کے بڑے ہونے تک میں زندہ رہوں گی اور یہ میری خدمت کریگا بلکہ محض بتقاضائے محبت ذاتی بچہ پیشاب کرے تو خود گیلی جگہ لیتی ہے اور اسے سوکھے میں لٹاتی ہے بیمار ہو تو جاگتی رہتی ہے کیا ان باتوں میں اس کو کسی ذاتی نفع کی اُمید ہے ہرگز نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسان کی منزل سے آگے ہمدردی بنی نوع انسان کی ایک منزل ہے جس میں مخلوق کی خدمت بلا کسی اپنی ذاتی منفعت کے کی جاتی ہے۔ دوسری جگہ یہ فرمایا۔ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا۔ ہم نے تورات کو بھی دیکھا اور انجیل کو بھی مگر ایسی پاک اور کامل تعلیم کوئی نہ پائی۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین۔ دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

اس زمانے میں تاریکی بہت ہے خدا کی بات پر عمل کرنے کے لئے جو قوت درکار ہے اسمیں کمزوری ہے جب یہ حال ہوجاتا ہے۔ تو خدا کی یہ قدیم سے عادت چلی آتی ہے۔ کہ جب گناہ پھیلے اور پاپ بڑھ جائے تو ایمان تازہ کرنے کے لئے ایک مجددؔ مبعوث کرتا ہے یہ خدا ہی کے مبعوث کردہ شخص کا منصب ہے۔ دنیا کے کسی سفلی مصلح کا یہ کام نہیں۔ دلوں پر قابو پانیوالے ہتھیار خدا کے خاص بندوں کو دئے جاتے ہیں تاریکی کے زمانے میں روحانی مصلح مثل چراغ کے ہوتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً کہا گیا ہے اس چراغ میں بھی بہت حکمت ہے۔ چراغ جو اندر اندھیرے میں چلا جائے تو یکدم سب مکان جگمگا اُٹھتا ہے پھر ایک کو اس کیطرف رغبت ہوجاتی ہے پھر اس چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہوجاتے ہیں اور اس پہلے چراغ میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ آفتاب نہیں فرمایا۔ کہ اسمیں یہ بات نہیں کہ اس سے دوسرا آفتاب پیدا ہو۔

یہ قانون قدرت ہے کہ جب زمانہ بدل جاتا ہے اور دنیا پر معاصی کا غلبہ ہوکر سخت دلی اور سیہ کاری پھیل جاتی ہے تو خدا تعالےٰ کی قدوسیت تقاضا فرماتی ہے کہ کسیکو اپنی طرف سے علم دے کر معرفت عطا کرتا ہے اس کے کلام میں تاثیر رکھدیتا ہے۔ مگر اس تاثیر سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک کو تاثیر ہو دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں بڑی تاثیر تھی مگر اس سے فائدہ صدیق نے اٹھایا۔ ابوجہل نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا ؏ باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست۔ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس عادت اللہ اسی طرح پر ہے جو میں پیش کرتا ہوں۔ یہ کوئی نرالی بات نہیں۔ آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک برابر وحی ہوتی رہی۔ پھر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مجدد پیدا کرنے کا وعدہ ہے۔ تجدید اسے کہتے ہیں کہ کپڑا میلا کچیلا ہو اور پھر اسے خوب دھویا جائے حتیٰ کہ اس میں ذرا میل نہ رہے اور بالکل نیا بن جاوے اسی طرح جب ایمان کمزور ہوجائے اور عملی مفسدے بڑھ جائیں تو ایک شخص آتا ہے جو ان فسادوں کو دور کردیتا ہے اور قوت ایمانی پیدا کرتا ہے یہ وعدہ آنحضرتؐ کی زبان پر خدا نے دیا۔ جو ہر صدی میں پورا ہوتا رہا چنانچہ اس چودھویں صدی میں بھی اسی وعدہ کے مطابق آنیوالا آگیا۔ ۲۵ برس گذر چکے مگر یہ ابھی تک ابھی بدظنیوں میں ہیں۔ اب تک یہ مشہور کر رکھا ہے کہ میں پیغمبروں کو گالیاں دیتا ہوں۔ سنو! میرے نزدیک وہ بڑا ہی خبیث۔ ملعون اور بدذات ہے جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دے۔ پھر کہتے ہیں کہ میں معجزات سے منکر ہوں۔ حالانکہ میرا تو یہ مذہب ہے۔ کہ جس دین میں زندہ معجزات نہیں وہ دین قائم نہیں رہ سکتا۔ نہیں عقلی دلیل سے کوئی کہاں تک قائم رہ سکتا ہے۔ جبتک خدا کی خاص تائید و نصرت شامل حال نہ ہو اگر خدا نے پہلے کام کئے تو اب بھی کریگا کیا بات ہے کہ اس نے پہلے زمانے میں خوارق دکھائے مگر اب نہیں دکھا سکتا کیا خدا بڈھا ہوگیا۔ کیا اس کا تصرف جاتا رہا جو اب وہ پہلے زمانے کی طرح نہیں کرسکتا۔

سنو! میں اس بات میں صاحب تجربہ ہوں۔ جیسے پہلے نشان ظاہر ہوتے تھے اب بھی ویسے ہی نشان ظاہر ہوتے ہیں جیسے پہلے وحی والہام سے بعض عباد مخصوص ہوتے تھے اب بھی ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ جس دین میں وحی والہام کا سلسلہ نہیں وہ مُردہ ہے اگر یہ دین مُردہ ہے تو تم کس دین کو لیکر دوسری قوموں میں تبلیغ کرتے ہو۔ کیا مردہ مردے کو اُٹھا سکتا ہے کیا اندھا اندھے کی رہنمائی کرسکتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ دین اسی طرح زندہ ہے جس طرح نبی کریم کے وقت میں تھا ہمارا خدا اسی طرح زندہ ہے جسطرح کہ وہ پہلے تھا اگر کوئی ایسا ہے کہ وہ مردہ دین اور مردہ خدا کو پسند کرتا ہے تو کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں صحیح نہیں مانتا۔ تو نہ مانے وہ مسلمان کیسا ہے خدا تعالےٰ نے ایک قوم کو اپنے لئے چن لیا اور انہیں منزل مقصود تک پہنچانے کا وعدہ کیا۔ اب کیا یہ مناسب ہے۔ اور یہ اس کی شان کے مطابق کہ ہمیں رستے میں چھوڑ دیتا۔ مثلاً ایک شخص نے وعدہ کیا کلکتہ میں پہنچا دینے کا اب اسے پورا نہ کرے تو کیسی بُری بات ہے انسان خدا کے حضور اندھے کیطرح ہے وہ اسے اپنی رہنمائی سے منزل مقصود تک پہنچائیگا اور قیامت تک ہادی بھیجتا رہیگا قرآن شریف میں اسی لئے لیستخلفنہم آیا ہے جس سے قیامت تک خلفاء کی بعثت ثابت ہے میں بھی اسی آیۃ کے وعدہ کے مطابق آیا۔ اسلئے موعود کہلایا۔ میں مسیح بھی ہوں مگر نہ بطور تناسخ بلکہ بات یہ ہے کہ اخیر زمانے میں اللہ کو معلوم تھا یہ اُمت عیسائیوں و یہودیوں کی طرح ہوجائے گی اور ان کا ایمان حلق تک رہ جائیگا۔ اسلئے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین دعا سکھائی پس مصلح کا نام بھی مسیح ہونا چاہئے تھا۔ بات تو صرف یہ ہے۔ مگر یہ لوگ میری سخت مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مسیح کو کیوں مردہ کہتا ہے کسی کا کُتا مر جائے یا بلی رکھی ہوئی بھی مر جائے تو افسوس آتا ہے مگر کیا یہ ماتم نہیں کہ دین ہی مردہ ہوگیا۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ جو کچھ تھا وہ پیچھے رہ گیا۔ اب آگے کچھ نہیں۔ یہ الزام کہ میں نبوت کا دعوے کرتا ہوں اور

سبب مجھے فکر پڑی ہوئی ہے کہ مین الگ قبلہ بنالون اور نئی ایجاد کرون۔ ان تہمتون کا جواب بجز لعنۃ اللہ علے الکاذبین اور کیا دون۔ میرا دعوےٰ تو صرف یہ ہے۔ کہ چونکہ دین زندہ ہے اسلئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے۔ جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی غیب کی باتین کثرت سے اُسپر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوت نہیں نباء کا لفظ خود اس پر شاہد ہے۔ انباء کے معنے ہین خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ میرا ہرگز یہ دعوےٰ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہوکر مین نبی ہون تم جسے مکالمہ الٰہی کہتے ہو ہم اسے نبوت کہہ دیتے ہین یہ لفظی نزاع ہے حضرت عائشہ فرماتی ہین۔* لا تقولوا لا نبی بعدہ

اگر اسلام مین نبوت (خدا سے الہام و اعلام پانا) نہیں تو پھر آپ لوگون کے پاس کوئی مابہ الامتیاز نہیں اور کوئی نصرت الٰہی کا نشان نہیں دیکھ سکتے جس باغ مین آبپاشی نہ ہو وہ آخر ویران ہوگا جس دین مین وحی نہیں وہ بھی ایک دن تباہ ہوگا حضرت مجدد سرہندی بھی ایسے مکالمہ کے قائل ہین۔ مین کہتا ہون کہ اگر کوئی خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرتا ہے تو اوسے عربی مین نبوت کے سوا اور کیا کہین گے تعجب ہے کہ جب وہی بات پنجابی مین کہی جائے تو مانتے ہین اور جب پنجابی کی بجائے عربی لفظ اختیار کیا جائے تو نہیں مانتے اگر یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

اب مین اپنی تقریر کو ختم کرتا ہون صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ خدا نے ہمین تجدید دین کے لئے بھیجا ہے تا ہم تازہ نشانون کے ساتھ دین کو تازہ کریں۔ اگر خدا مجھے نہ بھیجتا تو آخر یہ دین بھی دیگر ادیان کیطرح قصون کے رنگ مین رہ جاتا یہ یقیناً سمجھو کہ جو خدا کیطرف سے آتا ہے وہ کبھی نابود نہیں ہو سکتا۔

مین دیکھتا ہون ہزارون دشمن ہین جو ہم پر افترا کرتے و بہتان باندھتے ہین اور بجائے اس کے کہ خدا کے مرسل کی تائید کرتے لعنت سے کام لیتے ہین۔ کیا ان کیلئے یہ نشان کافی نہ تھا کہ ایک زمانہ تھا جب میرے ساتھ کوئی بھی نہ تھا اور اب چار لاکھ سے زیادہ میرے مرید ہین اصل بات یہ ہے کہ جب سمجھدار لوگ حق سمجھ لیتے ہین تو دوسرے خود بخود مان جاتے ہین اور جو نہیں مانتے وہ ذلیل ہوتے ہین لیظھرہ علے الدین کلہ کے یہی معنے ہین۔

ان لوگون کے دلون مین نبی کریم صلعم کی ہرگز عزت نہیں جو کہتے ہین کہ عیسےٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہے اور وہ افضل الانبیاء مکہ مین مدفون ہے۔

اتنا نہیں سوچتے کہ اگر وہی عیسےٰ آئے تو پھر تو وہ خاتم الانبیاء ہوگیا اگر کوئی کہے کہ تم بھی نبوت کے مدعی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ مین ویسا نبی نہیں ہون حضرت عیسیٰ علیہ السلام براہ راست خدا کے نبی تھے اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اور فیوض سے ہے۔ پھر وہی عیسےٰ کیونکر آسکتا ہے جبکہ سورۃ نور مین جو آیۂ استخلاف ہے اسمین وعد اللہ الذین آمنوا منکم لکھا ہے اور صحیح بخاری مین بھی امامکم منکم ہے پھر عیسےٰ علیہ السلام تو فوت ہو چکے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم انہیں معراج کی رات مُردون مین دیکھ چکے جو بہشت مین ہون انہیں زندون سے کیا تعلق۔ جس بات پر خدا نے اپنے قول سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے شہادت دیدی۔ اس سے انکار کرنا دراصل میری تکذیب کرنا نہیں۔ مین کیا ہون اور میری تکذیب کیا۔ دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ باقی رہے الزام جو مجھ پر لگائے جاتے ہین۔ سو ان کی مین تردید کر چکا۔ مجھ تو بار بار افسوس آتا ہے کہ ایک مومن کا بدن تو یہ کہنے سے کانپ جاتا ہے۔ کہ سوا حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کے مس شیطان سے کوئی پاک نہیں کیا آنحضرت صلعم بھی پاک نہ تھے۔ مین ایسے شخص کو مسلمان کیونکر کہوں جب کہ ایک آریہ بھی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوتر نہ تھے سب تھے تو ان دونون مین کچھ فرق معلوم نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمین تو اپنا رسول پیارا ہے ہم عیسیٰ کو کیا کرین اور اس کی زندگی ہمارے کس مصرف کی جب ہمارا سید و مولیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکا۔ بس یہ بات ہے جس پر ہمین کافر کہا جاتا ہے دجال کہا جاتا ہے اور یہ کہ جو اس کے ساتھ مصافحہ کرے ملاقات کرے وہ بھی کافر ہے مجھے افسوس آتا ہے کہ میوان لوگون کا کیا بگاڑا ہے یہی کہ مین کہتا ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہین۔ اور ان کا فیض نبوت قیامت تک جاری ہے

آپ ذرا اپنے بھائیون سے دریافت کرین کہ میرا کیا گناہ کیا ہے جو مجھ سے اس قدر سختی کی جاتی ہے اس قدر گالیان دیتے ہین جو بڑے چوہڑے چمارون سے بھی سبقت لیگئے ہین انسان بھیڑون کیطرح ہین وہ ریوڑ خطرے مین ہے جس کا کوئی گلہ بان نہیں۔ پس مصلح کا وجود ضروری ہے جو پیچیدہ مسائل کو صاف کرے اور دوسرے ادیان پر اتمام حجت۔ دیکھو ایک زمانہ تھا۔ جب پادری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتے کہ اونہون نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ اب یہی پادری ہین کہ ہمارے سامنے نہیں آتے حالانکہ ہم ڈنکے کی چوٹ کہہ رہے ہین۔ کہ آؤ اسی نبی کا ایک غلام تمہیں معجزہ دکھانے کو طیار ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ اس بات کا مقتضی ہے کہ خدا ایسا انتظام کرتا کیونکہ اسلام اس وقت بیرونی اندرونی ہر دو حالتون کے اعتبار سے خوش کن نہیں کسی شخص کے گھر مین بوٹا ہو تو وہ اسے پانی دیتا ہے پس کیا خدا تعالیٰ اپنے حبیب کے لگائے ہوئے پودے کو یونہی چھوڑ دیتا۔

یاد رکھو کہ اسلام انہی راہون سے ترقی کریگا جن سے اس نے پہلے کی یہ خشک منطق اس کی ترقی کیلئے کسی کام کی نہیں۔

اے صاحبان! یہ وہ باتین ہین جن کے لئے خدا نے مجھے بھیجا ہے مین جانتا ہون کہ اس مجلس سے کئی لوگ ایسے اُٹھین گے جو وہی دل اور وہی سینہ لے جاوین گے مگر وہ یاد رکھین کہ آسمانی کاروبار کا مقابلہ کرنا دانشمندی نہیں بلکہ اپنے ہاتھون سے اپنے تئین ہلاک کرنا ہے اگر ایک چپڑاسی کی بھی کوئی ہتک کرے تو گورنمنٹ اوس سے سخت باز پرس کرتی ہے۔ تو وہ خدا احکم الحاکمین کی طرف سے آتا ہے اس کو دکھ دینے والے سزاؤن سے محفوظ رہ سکتے ہین مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہے تو تمہیں اس کے خلاف کوشش کرنیکی ضرورت نہیں خود بخود بگڑ جائیگا کیونکہ وہ فرما چکا ہے۔ قد خاب من افترےٰ ومن اظلم ممن افترےٰ علی اللہ کذباً الآیۃ

جو غیور خدا اپنے پیارے نبی کی نسبت فرماتا ہے کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین اگر ہم پر افترا کرتا تو اس کی رگ جان کاٹ دیتے اسیا ایک

مجھ سے اس نے کی کیا پرواہی جسکے لیے ایک چھری
کافی تھی اگر میں چھوٹا ہوتا تو کبھی کا ہلاک ہو گیا تھا۔

کلامِ محمود

یہ نظم خاندان نبوت کے درخشندہ گوہر سید محمود کی ہے یہ
کئی دنوں سے میرے بستے میں پڑی ہوئی تھی امید ہے
ناظرین اس کو پڑھ کر خاص مسرت حاصل کریں گے دیکھئے
ہمارے ... جوان ... کے خیالات کیسے پاکیزہ اور
پُر جوش ہیں۔

بابِ رحمت خود بخود پھر تم پہ وا ہو جائیگا
جب تمہارا۔ قادرِ مطلق خدا ہو جائیگا

دشمنِ جانی جو ہو گا آشنا ہو جائیگا
بوم بھی ہو گا اگر گھر میں ہما ہو جائیگا

آدمی تقوے سے آخر کیمیا ہو جائیگا
جس مس دل سے چھوئیگا وہ طلا ہو جائیگا

جو کہ شمع روئے دلبر پر فدا ہو جائیگا
خاک بھی ہو گا تو پھر خاک شفا ہو جائیگا

جو کوئی اُس یار کے پیچھے گدا ہو جائیگا
شاہ دین کا وہی فرمانروا ہو جائیگا

جسکو تم کہتے ہو یارو بے فنا ہو جائیگا
ایک دن سارے جہان کا پیشوا ہو جائیگا

کفر مٹ جائیگا نور اسلام کا ہو جائیگا
ایک دن حاصل ہمارا مدعا ہو جائیگا

مہدیٔ دوران کا جو خاکپا ہو جائیگا
مہرِ عالم تاب سے روشن سوا ہو جائیگا

جو کوئی تقوے کریگا پیشوا ہو جائیگا
قبلہ رخ ہوتے ہوئے قبلہ نما ہو جائیگا

جس کا مسلک زہد و ذکر و اتقا ہو جائیگا
پنجۂ شیطان سے وہ بالکل رہا ہو جائیگا

دیکھ لینا ایک دن خواہش بر آئیگی میری
میرا ہر ذرہ محمدؐ پہ فدا ہو جائیگا۔

نقش پا پر جو محمدؐ کے چلیگا ایکدن
پیروی سے اسکی محبوب خدا ہو جائیگا

دیر کرتے ہیں جو نیکی میں ہے کیا انکا خیال
موت کی ساعت میں بھی کچھ التوا ہو جائیگا؟

دشمن اسلام جبکہ دیکھیں گے تیری نشان
جاں نکل جائیگی ان کی دم فنا ہو جائیگا

نائب خیر الرسل ہو کر کریگا کام یہ
وارث تختِ محمدؐ میرزا ہو جائیگا

حکم ربی سے یہ ہے پیچھے پڑا شیطان کے
اس کے ہاتھوں سے اب اس کا فیصلہ ہو جائیگا

اس کی باتوں سے ہی ٹوٹیگا یہ دجالی طلسم
اسکا ہر ہر لفظ موسیٰ کا عصا ہو جائیگا

خاک میں ملکر ملیگا تجھ سے یارب ایکدن
درد جب حد سے بڑھیگا تو دوا ہو جائیگا

آبِ روحانی سے جب سیراب ہو گا کل جہان
پانی پانی شرم سے اک جیبیا ہو جائیگا

ہیں درِ مالک پہ بیٹھے ہم لگائے ٹکٹکی
اِن کبھی تو نالہ اپنا بھی رسا ہو جائیگا

بلبلا پانی کا ہے انسان نہیں کرتا خیال
ایکہی صدمہ اٹھا کر وہ ہوا ہو جائیگا

سختیوں سے قوم کی گھبرا نہ ہرگز اے عزیز
کھاکے یہ پتھر تو لعل بے بہا ہو جائیگا

جو کوئی دنیا کے فکروں میں غوطہ زن ہو گا
میل اُتر جائیگی اُس کی دل صفا ہو جائیگا

قوم کے بغض و عداوت کی نہیں پرواہ ہمیں
وقت یہ کٹ جائیگا فضل خدا ہو جائیگا

چھوڑ دو اعمال بد کے ساتھ بد صحبت بھی تم
زخم سے انگور مل کر پھر ہرا ہو جائیگا

حق پہ ہم ہیں یا کہ یہ حسّاد ہیں جھگڑا ہی کیا
فیصلہ اسبات کا روز جزا ہو جائیگا

تیرا ہر ہر لفظ اے پیارے مسیحائے زمان
حق کے پیاسوں کے لئے آب بقا ہو جائیگا۔

کیوں نہ گرداب ہلاکت سے نکل آئیگی قوم
کشتی دیں کا خدا جب ناخدا ہو جائیگا

کر لو جو کچھ موت کے آنے سے پہلے ہو سکے
تیر چھٹ کر موت کا پھر کیا خطا ہو جائیگا۔

عشق مولا دل میں جب محمود ہو گا موجزن
یاد کر اُسدن کو تو پھر کیا سے کیا ہو جائیگا

عیسائیوں کا خدا کون ہے

وہ جو بھگتا تھا۔ پیشاب کرتا تھا۔ جسکو یہودیوں نے پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا۔

نہیں نہیں بلکہ وہ جسکے مونہہ پر ... ... تھوکا گیا تھا۔ عیسائیوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زانی عورتوں سے زیادہ محبت رکھتا تھا اور ایسی عورتیں اُسپر تیل ملا کرتی تھیں۔

اگر عیسائیوں کے خدا میں یہ نقص نہ ہوتے تو نہ معلوم وہ خدا کا بابا ہوتا یا کیا؟ مجھے افسوس ہے ایسے نادان عیسائی جو ایسے آدمی کو خدا مانتے ہیں اور جنکی عقل اس عقیدہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر اعتراض کرتے ہیں۔

نور افشاں مورخہ ۱۲۔ جون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۱۱ پر جو نوٹ ہے کیا یہ اسلئے نوٹ دیا گیا ہے کہ ہم بھی ان کی طرح بیوقوف ہیں کہ یہ تسلیم کر لیتے کہ خدا تعالیٰ کا ایک رسول آسمان پر چڑھ گیا۔ جبکہ ہم مانتے ہیں کہ کوئی رسول آسمان پر نہیں چڑھا۔ کیا ایڈیٹر صاحب نور افشاں کو اس نوٹ کی یہ ضرورت پڑی ہے کہ اوس کو افسوس ہوا ہے۔ کہ محمدی مسیح (علیہ الصلوۃ والسلام) دفعتاً فوت ہو گئے۔ اور ہمارے خدا کو تو پھانسی دیا گیا تھا اور مار کھانی پڑی تھی ان کے ساتھ ایسا کیوں نہیں ہوا۔

میں ہوں عیسائیوں کے خدا کو مردہ ماننے والا
عبد الرحیم از قادیان

مسجد کلاک

مسجد مبارک میں کلاک لگانے کے واسطے جماعت رنگون نے معرفت برادر جناب ابو سعید عربی صاحب مبلغ ۳۰ بذریعہ تار ان ایام میں بھیجے تھے۔ جبکہ ہم لاہور میں تھے۔ چونکہ منی آرڈر یہاں قادیان میں آیا تھا اسواسطے گھڑی کے منگوانے میں دیر ہو گئی۔ گھڑی کے واسطے حسب مشورہ شیخ رحمت اللہ صاحب بمبئی سیٹھ اسمٰعیل آدم کو لکھا گیا۔ چنانچہ وہ گھڑی پہونچ چکی ہے۔ مسجد مبارک میں لگائی جاویگی۔ احباب رنگون کا شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اون کو جزائے خیر دے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

میزان الحق بجواب اعلان الحق

بیشک ہے وہ جو مر چکا انسان کے لیے
مرنا بھلا ہے اُس کا جو اپنے لیے جیے

ناظرین کو معلوم ہو کہ حضرت اقدس مسیح الزمان علیہ السلام نے ۲۰ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو ایک رسالہ الوصیۃ نامی شائع کیا ہے جسمیں اپنی وفات کی نسبت مندرجہ ذیل الفاظ الہامات بالتغیر لکھے ہیں۔

(۱) قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکراً - قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئاً - واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک تموت وانا راض منک جاء وقتک ونبقی لک الایات باھرات جاء وقتک ونبقی لک الایات بینات قرب ما توعدون واما بنعمت ربک فحدث - انہ من یتق اللہ ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس دن سب پر اُداسی چھا جائے گی یہ ہوگا یہ ہوگا - الی اخرہ الرحیل ثم الرحیل۔

اس کے بعد ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب[1] کو بھی الہام پر الہام ہونے لگے کہ مرزا صاحب میری پیشگوئی کے مطابق فلاں فلاں تاریخ فوت ہو جاوینگے -
چنانچہ جب عبد الحکیم خان کا الہام متعلق وفات مرزا صاحب اخبار اہل حدیث میں درج ہوا تو ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے بعد اندراج الہام یہ بھی ساتھ لکھدیا کہ عبد الحکیم کا الہام مرزا صاحب کے الہامات کا موید ہے نہ کہ مخالف - دیکھو اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۲ اگست ۱۹۰۷ء۔

پھر جب مرزا صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق اپنے الہامات کے بمقام لاہور فوت ہوئے - تو اس پر ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے ایک مضمون بعنوان اعلان الحق شائع کیا اور اس میں بڑے زور شور سے اپنے الہامات پر

[1] اہلحدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں - حقیقت میں عبد الحکیم خان کا الہام مرزا صاحب کی تائید میں ہے وہ بھی تو اپنی موت کو قریب جانکر بہشتی مقبرہ کی وصیت کر چکے ہیں - مختصراً

فخر کیا ہے اور یہ نہیں سوچا کہ جب متوفی کے اپنے الہامات اپنی وفات کے متعلق مدت سے شائع ہو چکے ہیں تو اس کے بعد میرے یا اور کسی قاضی مفتی کے الہامات کی کیا وقعت ہوگی البتہ اگر متوفی کے الہامات کی اشاعت سے پہلے ڈاکٹر یا کسی اور کے الہامات شائع ہو جاتے تو کچھ سوچنے کا مقام ہوتا مگر اب ایسا کون احمق ہوگا جو ان کے الہامات کو پرکاہ کے برابر بھی تصور کریگا - مگر ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہم خیال جامہ سے باہر ہو کر بغلیں بجاتے کہتے پھرتے ہیں کہ ہو ہماری فتح ہوئی اور اس پر ہی بس نہیں کی بلکہ اعلان الحق کے صفحہ ۹ پر چند اور پیشگوئیوں کے بعد پھر عام مرزائیوں کو یہ اعلان دیا ہے کہ اگر تمام مرزائی میرے ساتھ مقابلہ کرینگے تو وے سب ہلاک ہو جاوینگے میرے خیال میں تو ایسے مخبوط الحواس کو دور ہی سے سلام چاہیئے مگر چونکہ اس میں عوام کالانعام پر حق مشتبہ ہونیکا اندیشہ ہے اسلیے میں بڑی خوشی سے ڈاکٹر صاحب کے اس اعلان کو قبول کرتا ہوں اور مباہلہ کے لیے تیار ہوں اور میں یقین کرتا ہوں کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب بیشک مامور من اللہ مثیل المسیح اور مہدی دین متین تھے اور ان کے مقابل میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان ایسا ہی جیسا کہ حضرت موسے علیہ السلام کے مقابل میں بلعم تھا اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں مسیلمہ کذاب تھا ویسا ہی مرزا صاحب کے مقابلہ میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان ہے اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین او رفانتظروا انی معکم من المنتظرین پڑھتے پڑھتے فوت ہوگئے اور مسیلمہ وغیرہ مدعیان الہام زندہ رہ گئے اور عوام اشتباہ میں پڑکر مرتد ہوگئے تھے وہی معاملہ اب بھی ہے اور یہ قدیم سے سنۃ اللہ ہے کہ ہر مامور اور رہبر کیوقت کچھ ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں کہ عوام تذبذب اور تردد میں پڑ جاتے ہیں جیسے کہ مسیح ابن مریم کا واقعہ جو اناجیل میں مفصل لکھا ہے اور یہ اسوجہ سے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکذبین (سورہ عنکبوت) کیا گمان کیا ہے لوگوں نے کہ یہ چھوڑے جاوینگے اتنی ہی بات کہ منہ سے کہدیں ایمان لائے ہم اور وہ نہ آزمائے جاوینگے

[1] ڈاکٹر نے یہ بڑا غضب کیا ہے کہ اپنے توہمات تو لکھدیے اور حضرت مرزا صاحب کے الہامات متعلق وفات آپ نے نہیں لکھے -

اور البتہ تحقیق آزمایا تھا ہم نے ان لوگوں کو کہ پہلے اُن سے تھے - پس البتہ ظاہر کر دیگا - اللہ ان لوگوں کو کہ سچ بولے ہیں اور البتہ ظاہر کر دیگا جھوٹوں کو - اور ممکن ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنی الہامات پر غرہ ہو کر اپنے پلو پلہ کا کچھ سمجھ کر میرے ساتھ مباہلہ منظور نہ کریں اسلیے میں صرف انکی اطلاع کی غرض سے چند اپنے الہامات یہاں لکھدیتا ہوں تاکہ انکو معلوم ہو جائے کہ وہ مجھ ناچیز سے کس بات میں فوقیت رکھتے ہیں۔

(۱) الہام مورخہ ۱۷ - اکتوبر ۱۹۰۵ء یٰعیسی ابن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء (۲) یٰسین والقرآن الحکیم - انک لمن المرسلین علے صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم - لتنذر قوماً ما انذر آباءھم فھم غافلون لقد حق القول علے اکثرھم فھم لا یومنون انی مالی لا اعبد الذی (۳) موسی علیہ السلام (۴) انی مع سلیمان (۵) ولیٔ نائب اللہ الرسول (۶) پھیل گیا تاثیر یا ابراہیم (۷) امیر المومنین محمد یمین (۸) ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک۔

خواب مورخہ ۲۱ - مئی ۱۹۰۶ء دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور اس میں میرے نام ایک خط درج ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اے محمد یمین تجھ کو معلوم ہو کہ الہامات کے مثال ایک بڑے ریگستان[1] کی سی ہے اور اس ریگستان کے بیابان میں بہت ہی سنبھل کر قدم رکھنا چاہیئے تم کو معلوم ہے کہ صاحبزادہ عبد اللطیف اسی بیابان میں یک لخت جان قربان کر کے منزل مقصود کو پہونچگیا اور وہ دوسرا (عبد الحکیم) ہلاک ہو گیا پس تم کو چاہیئے کہ جسطرح ممکن ہو اس میدان میں ہوش سے چلو تا ہلاک نہ ہو جاؤ - تمت بالخیر راقم اللہ - اس کے بعد چند روز تک میری حالت جو ہوئی اس کی تحریر کی یہاں ضرورت نہیں اور الہامات ۲ و ۹ پورے ہو چکے ہیں ایک میں چند مخالفین کی ہلاکت کا اشارہ تھا اور دوسرے میں قادیان میں بیماری آنے کا اشارہ تھا۔ باقی القاب وخطاب جو ان الہامات میں میری نسبت ہیں ان کی تاویل جو ڈاکٹر نے اپنے الہامات میں کی ہے وہ ہی میرے لیے کافی[2] ہے - اور اگر میں اپنے سب الہامات ورویاء تحریر

[1] میرے خیال میں الہامات کو ریگستان سے اس لیے تشبیہ دی ہے کہ ریگستان میں اکثر راستہ گم ہو جایا کرتا ہے - محمد یمین
[2] جب اللہ کریم کسی مومن کا نام مسیح یا محمد یا ابراہیم یا عیسیٰ یا موسیٰ رکھتا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کو ان کی سعادت اور برکت سے حصہ مل جائیگا مختصراً ماخوذ از رسالہ عبد الحکیم خان۔

کردن جو اکثر پورے ہو چکے ہین اور بعض باقی ہین تو ڈاکٹر صاحب کو سخت ندامت ہوگی اور وہ یقین کرین گے کہ ان کی مثال اس چوہے کیطرح ہے کہ جو صرف ایک ہلدی کی بیخ ملنے پر پنساری بن بیٹھا تہا اور مین حلفاً تحریر کرتا ہون کہ دو دفعہ دیدار خدا تعالےٰ بہی نصیب ہوا ایک دفعہ بذریعہ خواب اور دوسری دفعہ بحالت کشف دیکھا کہ چند مخالفین مرزا صاحب کی توہین کر رہے ہین اور خدا تعالےٰ نے ان مخالفین کو مخاطب کرکے سبابہ اُنگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ فاذنو بحرب من اللہ جو چند روز مین یکے بعد دیگرے سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ اور صرف ایک اون مین سے سخت بیمار اور مصائب کے بعد تائب ہو کر صحتیاب ہوا۔ خدا شاہد حال ہے کہ جب اپنے گریبان مین منہ ڈالتا ہون تو ان الہامات کو قلم لکھنے سے رُک جاتا ہے مگر صرف ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب کی خاطر مجبوراً لکھدئے گئے ہین تاکہ اون کو معلوم ہو جائے کہ مقابل اون سے بڑہکر ملہم ہونے کا مدعی ہے۔

اب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب کو چاہئیے کہ جسوقت میرا اشتہار اون کو پہونچے فوراً اپنا مضمون مباہلہ چہاپکر بذریعہ رجسٹری چند پرچے میرے پاس بہیجدین پہر اس کے بعد مین بہی اپنا مضمون مباہلہ چہاپ کر چند پرچے ان کے پاس بذریعہ رجسٹری بہیجدونگا۔ اور یہ بہی معلوم ہو کہ جو میعاد یا صورت ہلاکت یا عذاب ڈاکٹر صاحب مقرر فرمادین گے مجہے منظور ہوگی بشرطیکہ طرفین کے لئے مساوات ہو

اب آپکا کوئی حق نہین ہے کہ جب تک میرے ساتھ فیصلہ نہ ہوے آپ کسی اور احمدی کو مخاطب کرین۔ ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہے کہ مجھے اون سے کوئی ذاتی رنجیدگی نہین ہے مگر چونکہ ڈاکٹر صاحب نے خود ہی تمام مرزائیون کو اپنے مباہلہ سے ڈرایا ہے اور سکوت مین التباس حق ... ... کا اندیشہ ہے۔ اسلئے مین نے ہی بالمقابل اعلان دیدیا ہے کہ اگر ڈاکٹر صاحب واقعی مسیح ابن مریم ہو کر دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنے آئے ہین اور مرزائی جیساکہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہین گمراہ ہین تو مین ہی ہلاک ہو جاؤنگا اور ڈاکٹر صاحب کی مسیحیت پہلے سے زیادہ متیقن ہو جاویگی۔ امید کہ ڈاکٹر صاحب اب اس مقابلہ مین تاخیر نفرمائینگے تاکہ مرزائیون کا خاتمہ ہو کر آپکے مسیحیت کا علم بلند ہو جائے آپکے رسالہ کانا دجال کا ... ... مباہلہ سے خود فیصلہ ہو جائیگا اسلئے اس کا طبع کرانا ملتوی کر دیا گیا ہے کیونکہ اس مباہلہ مین اگر مین مرگیا تو میری تحریر ہی خود ہی رد ہو جاویگی خواہ آب زر سے کیون نہ چھپی ہو۔ اگر خدا تعالےٰ نے آپ جیسے مسیلمہ کا ہی خاتمہ کر دیا تو پہر آپ کی سب تحریرین بہی خود ہی ردّ ہو جاوینگی اب قلمی مقابلہ کی ضرورت نہین ہے اب آسمانی ہائیکورٹ کے فیصلہ کیضرورت ہے۔

الراقم

محمد یمین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ داتہ ضلع ہزارہ۔

سراج الاخبار کے اعتراض کا جواب

بدر مین حضرت خلیفۃ المہدی کی زبانی لکھا گیا تہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسری کی مفاتیح کا ذکر فرمایا مگر آپنے وہ چابیان نہ دیکہین اور چلدئے اسپر سراج لکھتا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم کنز العمال ... ... سے وہ حدیث بعینہٖ نقل کرتے ہین۔

کتاب الغزوات من قسم الافعال جز ۵ ۲۷۸

عن البراء بن عازب قال لما کان حیث امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحفر الخندق عرضت لنا فی بعض الخندق صخرۃ عظیمۃ شدیدۃ لا تاخذ منہا المعاول فاشتکینا ذلک الی رسول اللہ صلعم فجاء رسول اللہ صلعم فلما رای ھا القی ثوبہ واخذ المعول فقال بسم اللہ ثم ضرب ضربۃً فکسر ثلثہا وقال اللہ اکبر اعطیتُ مفاتیح الشام واللہ انی لابصر قصورھا الحمر الساعۃ ثم ضرب الثانیۃ فقطع الثلث الاخر فقال اللہ اکبر اعطیتُ مفاتیح فارس واللہ انی لابصر قصور المدائن الابیض ثم ضرب الثالثۃ وقال بسم اللہ فقطع بقیۃ الحجر وقال اللہ اکبر اعطیتُ مفاتیح الیمن واللہ انی لابصر ابواب صنعاء من مکانی ھذا الساعۃ

پہر فتح الباری مین یہی حدیث باسناد حسن مندرج ہے اس کو پڑہ لینے کے بعد معلوم ہو سکتا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مجھے شام۔ فارس یمن کے خزانون کی چابیان دی گئین۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آپنے پائین؟ اس کے جواب مین معترض کا قول نقل کیا جاتا ہے۔

شہر مدائن جو دار الخلافہ خاندان کسریٰ کا تہا عہد حضرت عمر مین سعد بن ابی وقاص جنرل کے ہاتہہ پر فتح ہوا۔ اور یزدجرد شاہ خاندان کسریٰ شہر چھوڑ کر بہاگ گیا اور قلو ابیض کا سب خزانہ اہل اسلام کے قبضہ مین آیا اور شام کو حضرت عبیدہ بن الجراح نے فتح کیا۔

اور یہ جو احادیث نقل کی ہین۔ کہ لتفتحن عصابۃ من المسلمین کنز آل کسریٰ الذی فی الابیض اور اذا ھلک کسریٰ فلا یکون کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ۔ والذی نفس محمد بیدہ لتقسمن کنوزھما فی سبیل اللہ۔ یہ ہمارے خلاف نہین کیونکہ ان سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ نبی کریم صلعم کے بعد ہی ہوگا بلکہ یہ حدیثین اپنی ظاہری منطوق کے لحاظ سے یہ کہہ رہی ہین کہ سب کچہہ نبی اکرم صلعم کے سامنے ہوگا۔ دوم۔ یہ دیکھنا چاہیئے کہ اصل پیشگوئی جو فرمائی گئی ہے۔ وہ تو "اعطیت" سے ہے اب اس کی تفسیر اون الفاظ مین کی گئی ہے کہ لتفتحن عصابۃ من المسلمین اور لتقسمن کنوزھما جس سے ثابت ہوا کہ نبی کی ذات خاص سے وعدہ ہو تو ضروری نہین کہ اس کی زندگی ہی مین پورا ہو بلکہ بعد مین اس کے خلیفہ کے ہاتہہ پر بہی ہو سکتا ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ موسےٰ علیہ السلام کو ملک شام پہنچانے کا کوئی وعدہ نہ تہا۔ توریت مین سے جو حوالہ دیا گیا ہے وہ بہی ہمارے خلاف نہین کیونکہ اس مین لکہا ہے "مینے تجہے دیا کہ تو اسے اپنی آنکھون سے دیکھے" آپ "تجہے دیا" پر غور کرین۔ کیونکہ ہمارا سوال یہ ہے کہ موسےٰ علیہ السلام کو وہ ملک[*] ملا؟ کیا انہون نے اپنی آنکہہ سے اسے دیکہا بے شک اس کے آگے ہے۔ پر تو اس پار جاکر اس میں داخل نہ ہوگا مگر داخل نہ ہونے نہ دیکہنے کا نقیض تو نہین داخل نہ ہوتے۔ مگر دیکہہ تو لیتے۔ بہر حیث قرآن مجید مین صاف موجود ہے یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین یہان کتب اللہ لکم صاف ظاہر کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کے ساتہیون کے لئے وہ زمین لکہی گئی تہی مگر وہ تو بیچ موسیٰ اسی جنگل مین مر گئے پس ہمارا مدعا ثابت ہو گیا جو یہ ہے کہ جس سے وعدہ کیا جائے اسی کو ملنا ضروری نہین۔

[*] یعنی شام مین پہنچنے کا وعدہ کیا تہا۔

اس کے علاوہ جو کچہہ ہے وہ گالیان ہین جن کا جواب ہم "سلام" سے دیتے ہین۔ اکمل

ہمارے ہمعصر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور صاحب قادیانی

مرزا غلام احمد نے ۲۶ مئی کی صبح کو لاہور مین انتقال فرمایا - انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم ضلع گورداسپور کے ایک معزز خاندان کے رکن تھے ہمین ان کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضے صاحب اور ان کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم سے بھی تعارف کی عزت حاصل تھی - مرزا غلام مرتضے صاحب اعلی پایہ کے طبیب بھی تھے - رئیس بھی تھے اور صاحب رسوخ بھی تھے چنانچہ مفسدہ ۵۷ء مین آپنے گورنمنٹ کو کسی قدر فوجی امداد بھی دی تھی - مرزا غلام قادر صاحب کو جب ہم نے دیکھا - وہ سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی ضلع گورداسپور تھے -

مرزا غلام احمد صاحب سنہ ۱۸۶۰ء یا سنہ ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ مین محرر تھے اس وقت آپکی عمر ۲۲ - ۲۴ سال کی ہوگی اور ہم چشمدید شہادت سے کہہ سکتے ہین کہ جوانی مین بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات مین صرف ہوتا تھا - عوام سے کم ملتے تھے -

سنہ ۱۸۷۷ء مین ہمین ایک شب قادیان مین آپکے یہان مہمانی کی عزت حاصل ہوئی ان دنون بھی آپ عبادت اور وظائف مین اس قدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانون سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے سنہ ۱۸۸۱ء یا سنہ ۱۸۸۲ء مین آپنے براہین احمدیہ کی تصنیف کا اعلان دیا اور ہم اس کتاب کے اول خریدارون مین سے تھے لیکن افسوس کہ مرزا صاحب کی عمر تمام ہوگئی اور کتاب ناتمام[*] رہی - سنہ ۱۸۹۲ء کے قریب جب ہم کشمیر مین افسر محکمہ ڈاک و تار تھے - تو ہم نے سنا کہ آپنے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا جس پر وہ اخیر عمر تک قائم رہے بلکہ پچھلے پانچ چار سال مین آپنے سری کرشن مہاراج کا اوتار ہونے کا اعلان بھی دیا - ہم بارہا کہہ چکے ہین اور پھر کہتے ہین کہ آپکے دعاوی خواہ دماغی استغراق کا نتیجہ ہون مگر آپ بناوٹ اور افترا سے بری تھے مسیح موعود یا کرشن کا اوتار ہونے کے دعاوی جو آپنے کئے ان کو ہم ایسا ہی خیال کرتے ہین جیسا کہ منصور کا دعوے[۲] انا الحق تھا - مولوی نور الدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب جیسے عالم و فاضل بزرگ اور خواجہ جمال الدین بی - اے اور خواجہ کمال الدین بی - اے اور مولوی محمد علی صاحب ایم - اے جیسے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ اصحاب ان کے مریدان باصفا کے حلقہ مین ہین - گو ہمین ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل ہوئی مگر ہم اونکو ایک اپکا مسلمان سمجھتے تھے - ہم نے ایک بار آپکی خدمت مین ایک عریضہ لکھا تھا کہ اگر ان بحثون کو جو آپ ہم مذہبون یا غیر مذہبون سے کیجاتی ہین چھوڑ کر آپ اپنی زندگی مین قرآن مجید کی ایک تفسیر[۳] لکھ جائین اور مسٹر سید محمود یل فنڈ کی تائید کرکے علیگڈہ کالج کو یونیورسٹی تک پہنچا جائین تو آپکے یہی دونون دینی اور دنیاوی کام اعجاز مسیحائی سے کم نہونگے اسپر مولوی عبد الکریم نے ہمین لکھا کہ حضرت اقدس آپکو قادیان مین بلاتے ہین مگر افسوس کہ ہم وہان تک پہنچ نہ سکے -

مرزا صاحب اپنے بزرگون کی طرح گورنمنٹ انگریزی کی پوری وفادار رعایا - اور تمام ملکی بہی خواہون کیطرح ہندون اور مسلمانون کے باہمی اتفاق کے خواہان تھے چنانچہ اپنے آخری وقت پر لاہور آکر بہت سے اراکین قوم ہنود سے اس غرض کیلیئے بہی ملتے رہے - (زمیندار)

[۳] خدا کے مامور مشورون کی ماتحت نہیں ہوتے -

[*] کتاب مکمل ہے - [۲] منصور اور دیگر انبیاء کے دعوی مین جو مابہ الامتیاز ہے وہ بتائیں [۳] آپ کسی امام کا نام بتائیں جس نے تمام قرآن کی تفسیر لکھی ہو -

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح و دیگر بزرگان ملت اپنے اپنے منصبی کام میں سرگرمی سے مصروف ہین - اللہ تعالی ان کی روح القدس سے تائید کرے -

درس قرآن - حقائق آگاہ سید سرور شاہ صاحب فرماتے ہین مولانا کا طرز بیان نہایت دلچسپ اور وسیع واقع ہوا ہے آپکو اللہ تعالی نے قرآن مجید کے ربط اور فصاحت و بلاغت کے بارہ مین ایک خاص علم دیا ہے قادیان مین رہنے والے احباب کو قرآن سیکھنے کے لئے نہایت عمدہ موقعہ ہے مولانا صاحب نہایت باقاعدہ درس دیتے مین پہلے الفاظ کی تشریح فرماتے ہین پھر آیۃ کے معنے بیان کرتے ہین پھر دوسری آیات سے اس کا ربط بتاتے ہین اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہین اگر اول سے آخر تک یہ درس لکھی جاوے تو معلومات مین بہت سی ترقی ہوسکتی ہے -

ریویو - انشاء اللہ چند دنون تک شائع ہو جائیگا اور احمدی احباب حضرت علامہ اور فاضل امروہی اور مولانا محمد علی صاحبان کے مضمون درباره وفات مسیح موعود - پڑھکر ایمانون مین ایک خاص تقویت حاصل کرین گے -

اس ہفتے مین بہت سے احباب دہلی - بلب گڈہ - میرٹھ آگرہ وغیرہ مقامات سے تشریف لائے - بیعت کا سلسلہ بڑے زور سے جاری ہے - اور کئی نئے آدمی بیعت کر رہے ہین - اللّٰہم زد فزد -

مخدومی اڈیٹر صاحب بدر ۲۰ - جون بھیرہ تشریف لیگئے ہین -

اطلاع ۱۰ کرنال مین باقاعدہ طور پر انجمن احمدیہ قائم ہوگئی ہے اس واسطے ضلع کرنال کے تمام احمدی احباب کی خدمت مین لکھا جاتا ہے کہ وہ چودہری غلام مرتضے صاحب میر مجلس انجمن احمدیہ سے خط و کتابت کرکے اپنے اپنے شہر اور گاؤن مین ضلع کرنال کے انجمن احمدیہ کے ماتحت شاخین قائم کرین اور اپنے سلسلہ کے تعلقات کو بڑہا دین - والسلام

اسسٹنٹ سکرٹری

جلسہ انجمن احمدیہ پٹیالہ

یون تو خدا کے فضل سے ہر ہفتہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد انجمن کا اجلاس ہوتا ہے جسمین انجمن کی بہبودی کی تجاویز سوچی جاتین اور کبھی ایک منشورہ سے طے کئے جاتے اور اخبارات وغیرہ پڑھے اور سنائے جاتے ہین نیز ہر روزہ مرہ بلاناغہ مسجد احمدیہ واقعہ ٹھیک بازار مین درس قرآن شریف دیا جاتا ہے مگر آج بتاریخ ۱۴ - ماہ جون سنہ ۱۹۰۸ء بروز آئیتہ بوقت ۸ بجے صبح حکیم شیخ محمد عباد اللہ صاحب کے بیرونی مکان پر (جو برلب سڑک واقع ہے) ایک عام جلسہ منعقد کیا گیا جسمین جمیع احباب انجمن شامل ہوئے اور بعض دیگر غیر احمدی اور بعض ہنود اور سکھ صاحبان بھی موجود تھے اولاً مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے قرآن شریف کا وعظ فرمایا بعد ازان حضرت مسیح موعود کے محامد و محاسن نہایت احسن طریقہ سے بیان فرمائے اور حضور اقدس کی پاک زندگی کے حالات اور خدمات دین کا اظہار فرمایا - اور ان مخالفون کی جو آجکل مدعی الہام بن رہے ہین کافی اور شافی تردید کی مولوی صاحب کا وجود جماعت پٹیالہ کے لئے اللہ تعالی کی ایک رحمت ہے بعد ازان مولوی صاحب ممدوح نے حضرت مسیح موعود کی الوصیۃ اول سے اخیر تک پڑھکر سنائی جس رقیق القلبی کے ساتھ جماعت نے اپنے پیارے امام کی وصیت سنی وہ انہین سے پوچھنے کے قابل ہے - ازان بعد مولوی شیخ عبد الصمد صاحب سالم نے حضرت اقدس کی نعت مین اور مخالفین

دفتر بدر قادیان سے طلب کرو

ظہور المسیح یہ ۱۴۰ صفحے کی کتاب اکمل صاحب کی تصنیف ہے۔ اس میں مسیح موسوی کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کو عالمانہ رنگ میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے اور اسے لکھتے وقت مخالف کتابوں مثل سیف چشتیائی۔ درہ درانی۔ غایت المقصود کو زیر نظر رکھ لیا گیا ہے۔ آیتہ وعد اللہ الذین امنوا منکم (سورہ نور) کی تفسیر بطور ضمیمہ خصوصیت سے قابل دید ہے۔ عجیب عجیب نکات ہیں۔ مخدوم الملتہ مولانا عبد الکریم نے اس کتاب کی نسبت لکھا ہے کہ

میں پڑھتے پڑھتے دل کے تواجد اور تراقص کو ضبط نہیں کر سکتا۔ قیمت صرف ۶ؔ رکر دیگئی ہے۔

براہین احمدیہ

یہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی سب سے پہلی تصنیف ہے جس نے اسلام کی صداقت کی دھاک کل عالم پر بٹھادی۔ اسی میں وہ الہامات ہیں جو آج پورے ہو کر مومنوں کے ازدیاد ایمان اور مخالفت پر حجت کے قیام کا موجب ہو رہے ہیں۔ تقریباً ۶۰۰ صفحے کے ڈیمی کاغذ پر نہایت خوشخط اعلےٰ چھپی ہوئی کتاب بے جلد بجائے پانچ روپے (صہ) کے ۴ؔ اور مجلد بجائے چھ روپے کے تین روپے میں دی جاتی ہے۔ یہ موقعہ پھر نہ ملیگا۔ جلد منگواؤ۔

درثمین حضرت اقدس کی تمام نظموں کا جو کہ پتھر سے پتھر دل کو موم کر دیتی ہیں مجموعہ مجلد ۸ رکی بجائے ۱۲ اور بے جلد بجائے ۶ رکے ۴ر

شری نہہ کلنک اوتار کلنکی اوتار کے ظہور کے بارہ میں یہ کتاب شیخ عبد الصمد صاحب ساکن سنور (ریاست پٹیالہ) نے تصنیف کی ہے۔ بہت عمدہ و پسندیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یہ رسالہ ہے کرشن کی صداقت بدلائل و براہین ثابت کی گئی ہے۔ حجم ۱۷۲ صفحے قیمت ۸ر۔ احباب جلدی منگوائیں

کرشن لیلا ہندی نظم۔ منظومہ ماسٹر عبد الرحیم صاحب نہایت عجیب و دلچسپ جسمیں لیکھرام کی ہلاکت اور حضرت مسیح موعود کرشن اوتار کی صداقت کا ذکر ہے قیمت ۵ر

سر الشہادتین مصنفہ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہوی۔ سورہ یٰسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کابلی کی شہادت کے واقعات ثابت کئے ہیں نہایت لطیف کتاب ہے اس کے نکات روپے کو بھی گراں نہیں۔ قیمۃ ار

غلامی اور عصمت انبیاء ریویو آف ریلیجنز کے متفرق مضامین شیخ احمد دین صاحب پنشنر ہیڈ نقشہ نویس پشاور نے بہ اجازت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہت عمدہ چھپوا کر اس کارخانہ میں برائے فروخت ارسال کئے ہیں۔ متفرق مضامین کو یکجائی طور پر بہت عمدگی سے جمع کیا گیا ہے قیمت غلامی ۳ر۔ عصمت انبیاء ۷ر

جنگ مقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور عبد اللہ آتھم کا مباحثہ۔ اسمیں ہمارے امام نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا بطلان کیا ہے۔ قیمۃ ۱۲ر

حیرت کی حیرانی مسیح موعود کی تائید اور مرزا حیرت دہلوی کی تردید میں نہایت دلچسپ خود حیرت کی عبارتوں سے اس کے کلام کا تناقض ثابت کر کے اُسے نادم کیا گیا ہے۔

اسلام کی پہلی کتاب احمدی بچوں کے لئے اردو میں مدلل کتاب ہے۔ جسمیں سلسلہ احمدیہ کے عقائد کی صداقت کو ثابت کیا گیا ہے اور مخالفین کے اعتراضوں کا جواب قیمۃ ۴ر

فتح دین یہ کتاب پنجابی نظم میں ہے وفات مسیح کا بیان نہایت عمدہ۔ قیمت ۴ر

مجموعہ فتاوی احمدیہ کی خاص رعایت

یہ وہی مفید عام فقہ احمدی کی کتاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان و قلم سے نکلی ہے جسکی فہرست مضامین اخبار الحکم ۲۶ جنوری و بدر مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۰۸ء میں شائع ہو چکی ہے ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے قیمت ایک نسخہ کامل یعنے ہر سہ جلد ۱۲ر اور محصول ۳ر ہے لیکن ملکر کامل چار نسخہ خریدنیوالا محصول معاف اور جو نسخہ کامل کے خریدار ہوں کو بھی معاف اور تیسری جلد مجموعہ فتاوی احمدیہ کی ہر ایک ایسے خریدار کو مفت ملیگی مجموعہ فتاوی احمدیہ کے ملنے کا پتہ۔

المشتہر

مولوی محمد فضل خان احمدی ڈاکخانہ دمقام چنگا بنگیال تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

سفرنامہ کشمیر

تمام اخبارات بالاتفاق تسلیم کر چکے ہیں کہ گذشتہ ۱۹۰۷ء کے علمی تحفوں میں سفرنامہ کشمیر ایک لاجواب اور دلخوش کن تحفہ ہے کشمیر کے متعلق آج تک کوئی کتاب اردو زبان میں بطور سفرنامہ کشمیر تصنیف نہیں ہوئی جن لوگوں کی کشمیر کی سیاحت۔ اس کے رسم و رواج۔ باشندوں کے حالات اور اس کی قدرتی دلچسپیوں سے حظ اٹھانے کا شوق ہو وہ اسے ضرور منگوائیں۔ اکثر علم دوست اور شوقین حضرات جو اس سال کشمیر گئے ہیں سفرنامہ کی ایک ایک جلد ہی بطور رہنما ساتھ لے گئے ہیں۔ کاغذ لکھائی۔ چھپائی سب عمدہ۔ حجم یک صد صفحہ۔ قیمت معہ خرچ ڈاک ۸ر

المشتہر

منیجر کشمیری میگزین۔ لاہور

---

۱۷ اگست ۱۹۰۸ء

کا انتظار اس لئے بے صبری سے کیا جا رہا ہے کہ لاہور کا مشہور پولیٹیکل اور صلح کل اخبار پنجہ فولاد اپنے قدردانوں کے اصرار سے دوبارہ جاری ہونیوالا ہے اس اخبار کے اجراء کے دو بڑے اغراض مقصد ہیں۔ پبلک کی شکایات ادب کے ساتھ گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچانا اور ہندو و مسلمان کے اتحاد و اتفاق کا ساعی ہونا جو لوگ پنجہ فولاد کی تحریروں سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اخبار کس آزادی اور متانت اور مناسب نکتہ چینی سے گورنمنٹ اور پبلک کی خدمت بجالاتا رہا ہے قیمت سالانہ ۴ؔ ہے۔ درخواست جلد بھیجیے تاکہ محبان وطن کے حالات کا سلسلہ جو اخبار کے ساتھ لازمی طور پر شائع ہوا کریگا۔ شروع ہی سے آپکے پاس پہنچتا رہے۔

المشتہر

منیجر اخبار پنجہ فولاد۔ لاہور

نظم مستورات } مستورات کے لہجہ پر ۵ر

کامن احمدی } (الارادہ) قیمت ۵ر

آنہ ڈکشنری } طالب علموں کیلئے بہت مفید ہے قیمت ار

کامن احمدی } قیمت ۵ر

ہمیرا۔ میر احمد نور مہاجر کابلی سے پانچ روپے تولہ کے حساب سے منگوایئے

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر کے لئے چھاپا گیا۔